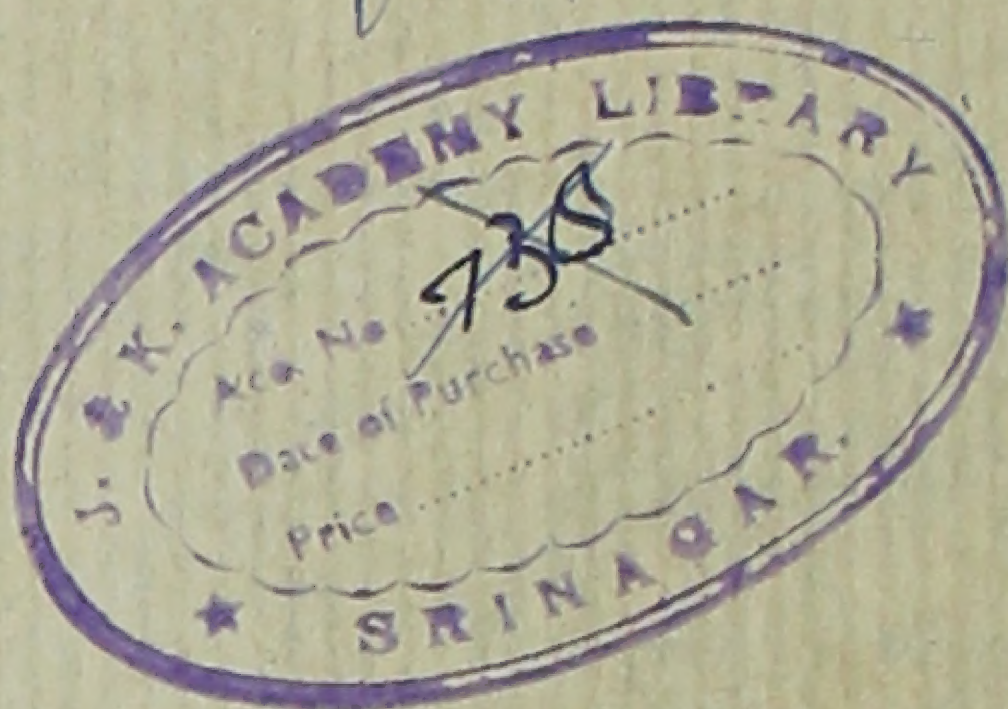


1047



Acc. No. - 1047

دیوان عظیم

سیمی بہ

کلام عظیم

الحمد للہ کہ یہ دیوان مصنفہ ارستوی و دوران جناب
حکیم اعظم علیخان شخلص با عظم سلمہ المنان
نے تصنیف کیا۔ اور ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۱ء میں

در مطبع افتخار علی بہتہا منشی محمد برہنہ
طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس حمد و ثنا چمکا ہے مطلع میر دیوان کا
میر اسینہ ہوا ایک تختہ شاداب ضوان کا
خدا قائم رکھے انوار قادر میر سینہ میں
دکھا کر شکل پاک اپنی کیا ششدر مجھو الیا
میر آقا میر مولا میر ہادی میر مرشد
تیرا جو دو سخا اب خضر کا محتاج کیوں کہتا
کہیں فلت کہیں شر و خدا جو چاہے جسکو دے
یہ آدم ہے جباب سا کوئی اٹھے کوئی بیٹھے

کہ سر پر ہے میر دست کرم محبوب بجان کا
کہ ہوتا ہے غرام ناز اس بجا غوث دوران کا
ہوا ہر وصل روحی مٹ گیا ہر داغ ہجران کا
عواس خمیریں پر مقفل ہولت جان کا
ترے صدقہ کیا اخفانہ تو نے سپر نہان کا
زہے طالع میر کے تو تے پلایا آبت حیوان کا
تعدوسن تشاؤ مشہور ایک آسے قرآن کا
مٹانا اور بنانا کام ہے گردون گردان کا

تیرے مرقد پہ ہوں انوار قادر کیوں نہ اعظم

کہ تجھ کو جانتے ہیں خاک پا، شیر نردان کا

اے باد کوئے دلبر جھو کا مجھے لگا جا
گلشن میں ہیں جو بوئی نوٹو نہیں ہر ڈیالی
اے نور حسن مطلق دے عشق ذات بار کا
تیری گلی میں آکر سوائیاں اٹھا کر

خوشبوئی حیدر کا کل سکی مجھے سنگھا جا
ڈالی میں ہیں یہ پنے پنے ذرا کھلا جا
تجھ کو قسم ہے اپنی جلوہ ذرا دکھا جا
بدنام ہو چکا ہوں صورت ذرا دکھا جا

<p>مجھ پر رحم کہا نامشرکاں سے چہید جانا کلیر ہے تیرا سارا مدفن بنے ہمارا وہ ناز اور وہ غمزہ ہیں قدرتی جو تجھ میں</p>	<p>قاتل تجھے قسم ہے جہگڑا کہیں چکا جا لاشہ پڑا ہے میرا بھر خدا اٹھا جا تیغ نظر سے انکی چرکے ذرا لگا جا</p>
<p>اعظم کی ساری عظمت اب خاک میں ملی ہے قدموں سے اپنی اسکو آکر ذرا لگا جا ۴</p>	
<p>بالے بن کا جو جنوں یار ہے کامل اپنا حشر تک ہوتے نہ سائل کہی اُنسے جنکو بت بنے آہ ذرا منہ سے نہ بولے برگز ہجر ہے بارگراں کشتی جاں میں اپنی</p>	<p>کس طرح اسکو ٹھائے دل عادل اپنا دیکھتے ہی دلِ ناداں ہوا سائل اپنا سر کو مارا کیا پتھر سے یہ کہا مل اپنا اور یہ منج و ہار میں ہے دور ہے ساحل اپنا</p>
<p>اعظم خستہ جگر کس سے کہے یہ ہائے پھر گیا تیغ اٹھا سر سے وہ قاتل اپنا</p>	
<p>جلوہ آرا میرے دلیں جب وہ گلو ہو گیا کعبہ دلیں میری ایک بت کا قابو ہو گیا تیرے مرزاگان صنم نکلا جو دلیں بیٹھ کر پڑے تھے ہی چشم خماری کے میرا دل گم ہوا گر میاں شوق لقا کی شوخیوں کی نذر ہیں صاف ہو کر دل جو ایک آئینہ وحدت بنا رنگ بیزنگی وحدت میں نہیں تخصیص بہول جائیگا فسانہ حور و جنت کا تو شیخ</p>	<p>چار سو کا جو تماشا تھا وہ ایک سو ہو گیا تہا جو کچھ تیرنگ عالم عالم ہو گیا درو کے اٹھینکا بھی اب دلیں پہلو ہو گیا کس نگاہ فتنہ زاکا اس پہ قابو ہو گیا سر دھری صنم کا دل پے قابو ہو گیا چشم نظارہ میں جلوہ اسکا ہر سو ہو گیا آریا کوئی بنا اور کوئی ہندو ہو گیا گر کہی میرا وہ گلو تیرے بر رو ہو گیا</p>
<p>اعظم ساقی پلا ایک دم جو دینی ہے تجھے</p>	

قتل پر آمادہ میرے جب وہ گلرو ہو گیا
چار جوہر کا تماشا دل کے آئینہ میں سے
تلکیا آنکھوں کے پلو نہیں میرے حسن صنم
قلب عدلے نہیں ملتا کبھی قابو مجھے
دام اُلفت میں کہا صیاد نے پر باندہ کر
اشکِ خوں وہ خشک سوزِ غم کے ہاتھوں سے
دل پہ جب گذر اتری برق تبسم کا خیال
دعویٰ یکتائی تیرا آئینہ نے کہو دیا
آنکھوں میں رستم کی جیتوں تیغ برز و نہیں

حشر میں بولیں کہ اب قاتل پہ قابو ہو گیا
اسکو وہ جانے کہ جب کا دل پہ قابو ہو گیا
حسنِ یوسف اُسکا پاسنگ ترازو ہو گیا
قلب کرد و نگا جو میرا پسے قابو ہو گیا
جب قفس کھولا کہ وہ بیکار بازو ہو گیا
بحراجم کا طلاطم ایک چلو ہو گیا
خرمن ابنار اریان جلکے سب ہو گیا
ایک تھا تیرے مقابل دوسرے تو ہو گیا
خوفِ رستم ہو تے ہوتے خوفِ برزو ہو گیا

در حقیقت ہی بُرے کا ساتھ ہی اعظم بُرا

نفس بد خو کے اثر سے دل بھی بد خو ہو گیا

جسکی فرقت میں ہے دم تیرا لبوں پر آیا
حشر میں شربت دیدار کے پیاسے نہ رہا
اتو دیدار مبارک کو دیکھا دو اکشاہ
ہم گنہگاروں کے عصیاں جو ہو جھڑپوں
تاب دیدار نہیں دیکھ کے غش آنے لگا
جلوہ نور الہی کا تماشا دیکھا
برق ایک ساعقہ کردار چمکتی دیکھی
غزلِ نعتِ بنی اور درود اور صلوة

اُس شکر پہ تو پہرے دل مضطر آیا
دیکھتے ہی ہمیں وہ ساقی کوثر آیا
ہند سے سو گدینہ دل مضطر آیا
بخشوانے ہمیں وہ شافع محشر آیا
جب نظر جلوہ حسن رخ انور آیا
جنب میرے دیدہ حق میں رہ رہا آیا
جب خیالِ رخ پر نور ہمیں آیا
مجھ کو بخشش کا وسیلہ یہ میسر آیا

ترے اعمال کہاں سے تھے لیکن عظم
صابری صدقہ سے جام مہنی کو تر آیا

بار عصیاں سجے جو میں حشر میں مضطر آیا
جب ہوا نگہت گیسو معجزہ لائی
اہل مکین سے ہوتا ہے سبکداری بلند
دامن آل پیمبر میں چپ جاؤنگا
ذکر جب حضرت شبیر کا لکھنا چاہا
دستگیری کو میری شافع محشر آیا
غبنہ ہی گل کی طرح جامہ سے
تیرنے کے لئے گل ڈوبنے کو زرا آیا
روبرو میرے گناہوں کا جو دفتر آیا
بہر تحریر قلم خون میں نہا کر آیا

کر بلا بہر زیارت نہ گیا تو عظم
چھین اس ہلی میں اتک تجھے کیونکر آیا

آغاز عشق میں بھی یہ انجام ہو گیا
میرا ازل سے تھا جو تیرے عاشق نہیں
نالوں سے رام دلبر خود کام ہو گیا
نام خدا نقاب سے جہلکا جو نور یار
ٹھہرا کے میری نقش کو قاتل فیوں کہا
دروڑ زباں جو لغت محمد ہے رات دن
وعدہ خلافت کی بدولت جناب کے
گم نام زندگی میں ہر دم تو کیا ہوا
رشتہ نام دیتے ہیں میری صورت کو دھک
بیچ جو مریض عشق کی جان بھی غضب سے
رخ نے تمہارے جلوہ صحر کا دکھا دیا
نا کامیاب گرچہ رہا کام ہو گیا
دنیا میں آکے اسکا سراجام ہو گیا
آغاز غارہ رخ - انجام ہو گیا
حسن نقاب جلوہ گہ عام ہو گیا
آخر بخیر تیرا ہی انجام ہو گیا
طوطی خوش بیان میرا نام ہو گیا
پختہ جو تھا خیال میرا عام ہو گیا
قربان جان کرتے ہی بس نام ہو گیا
صد شکر میں ہی قابل انعام ہو گیا
باتوں میں بگڑا باتوں میں رام ہو گیا
زلغیں کہیں تو وقت سرشام ہو گیا

فانہ کلام در کلام
نہایت کلام در کلام

آیت

آنا ہی اُنکا سچ ہی قیامت سے کچھ نہیں
 دنیا کی سرزمین نے پائے ہیں کتنے نام
 کہتے ہیں جسکو موت وہ پیغامِ وصل ہے
 مانی سے کس کا نام وہ پیغام ہو گیا
 اے جذبِ شوق لا کہیں اس بت کو چھینکا
 اللہ ری اپنی سچتہ نصیبی کی خامیاں
 یومِ ازل سے نام تھا عشاق میں سر
 جب اُن سے لذت ہو اُلفت کے کئے کلام

محفل میں آنے کے آنے سے گہرا م ہو گیا
 یورب کہیں ہوا کہیں آسام ہو گیا
 وصلِ شہیدِ خنجر پیغام ہو گیا
 جلوہ فروشِ بادہ خطِ جام ہو گیا
 دل میرا وقفِ گردشِ ایام ہو گیا
 جو پھل ملا وہی خمرِ خام ہو گیا
 دنیا میں آ کے عاشقِ بدنام ہو گیا
 جاری زباں پہ کلمہ دشت نام ہو گیا

یوسف کو زرِ خرید لکھا ہے تمام نے
 اعظمِ غلام آپکا بیہ نام ہو گیا

آغازِ عشقِ روکش - انجام ہو گیا
 اُس ماہِ رخ نے رخ پہ جو ڈالنا نقاب کو
 آنکھیں اگر ملیں ہی کبھی بزمِ غیر میں
 دل چاک سینہ چاک جگر چاک کرو یا
 اُس گلابِ دل کے عشق میں کھائی ہیں اتنی گل
 عاشق کا ہجر یار میں مرنے ہے زندگی
 تیغِ نگاہِ ناز سے گردن کو لاگ ہے
 دنیا پہ لات مار چلا یار کی طرف
 اسلامِ کفر میں ہو فقط ایک دُئی کا بل
 رہنمائی کہ یہ ہی یار کی گلی

رم کردہ شوخ آج میرا رام ہو گیا
 حسنِ نقابِ جلوہ گہ عام ہو گیا
 تارِ نگاہِ دل کے لئے دام ہو گیا
 اے خنجرِ نگاہِ میرا کام ہو گیا
 ہمنگ لالہ دل بھی گل اندام ہو گیا
 مر جاؤں تیرے غم میں تو بس کام ہو گیا
 کیوں دلو تری غمزدہ سے آرام ہو گیا
 یارانِ ہمدرد میں میرا نام ہو گیا
 نکلا جو دل سے بل تو پہرا سلام ہو گیا
 ہر ہر قدم چو نرگس بادام ہو گیا

آہ و فغان و نالہ کی جاتی نہیں صدا پیک نظر سے کیا کہیں قنار سیکہ لی شعبان اور صیام کی وہ آبر و بڑھی آتش زباں ہوں حاسد بد بخت تو دیکھ نکلا وہ پردہ درجے سمجھے تھے پردہ دار دلو لگی جو ترک تعلق کی کچھ ہوا پیا ہے ایسا گردش چشم سیاہ نے	بالائے چرخ یار کا کیا بام ہو گیا جو تیز گام تو سن آیا م ہو گیا ہر روزہ وار ساقی گلفام ہو گیا جل جل کے سوز غم سے سیاہ فام ہو گیا ضبطِ فغاں ہی شورش آرام ہو گیا ترک لباس جامہٴ اعرام ہو گیا الفت کا دام شیرہٴ بادام ہو گیا
--	--

اعظم ترے نصیب کے قربان میرا نصیب
آرام جان خلق تیرا رام ہو گیا

وہ شعلہ نیکے برق بنا نور ہو گیا دل جلوہ صنم سے جو پڑ نور ہو گیا جب جلوہ صنم نے میرے دلوں نگہ دیا احمد ہوا سماں پے زمیں پر رسول پاک ہم نے جب اس کے نام کی تسبیح کو پڑھا ہوتی نہیں کسی کو خبر راز عشق کی	اُس نور سے جہاں ہی معمور ہو گیا ہر قطرہ دل کا میرا طور ہو گیا ہر زرہ چشم دل کا میرا نور ہو گیا جلوہ حضور جس پہ پڑا نور ہو گیا ملکوں میں دور دور مشہور ہو گیا دعویٰ انا کا کرتے ہی منصور ہو گیا
---	---

مردود ہو کے غیر بھی کا نور ہو گیا

اعظم کا رنگ محفل معشوق میں جا

ساتی کی ایک نگاہ سے مخمور ہو گیا بوسہ کا نام سنتے ہی تیمور بدل گئے آہ و فغان و نالہ نے محشر بپا کیا یترہ مژہ کا دل پہ جو میرے لگا تھا زخم	دل سے تمام رنج و الم دور ہو گیا غصے سے لعل وہ رخ پر نور ہو گیا یہ سب ملیں صدائیں تو ایک صور ہو گیا اتنا یہاں کہ صورتِ نا صور ہو گیا
--	--

چو پارہ دل ہوا تھا جو اس تیغ ناز سے
 ہر قدم پے ہو کر یں کہانیں میں عشق میں
 دراصل حبیبِ بیتی و اس قندلب کی یاد
 جلوہ دکھا کے اپنے پردہ جو کر لیا
 خاطر جو میری یار نے کی سب کے روبرو
 اُس نے بناؤ کر کے جو سج و سج سنواری
 گہر بار مال و زر تو فدا کر چکا۔ ولے

پہر زخم پہرے پہرے ایسا گور ہو گیا
 آخر کو سارا کاسہ سر چور ہو گیا
 دل ہی سارا خانہ زنبور ہو گیا
 دل میں تھا شوق دید تو رنجور ہو گیا
 میں اس ذرا سی بات سے مغرور ہو گیا
 پہلے جو تہا پری تو وہ اب حور ہو گیا
 جان اُس پر صدقہ کرتے ہی سرور ہو گیا

اعظم نے خاک پاک محمد کو جب ملا
 وہ پاک ہو کے خاک سے ایک نور ہو گیا

ادھر مہتاب رحمت تھا ادھر خورشید انور تھا
 جہلا آپ کو اُس نے کیا رخسار جاناں سے
 ہمارا خانہ دل ہو چکا ہے آئینہ خانہ
 مسلسل ایک لڑی ہو موتیوں کی قطرہ شبنم
 صفائی کر دکھائی واہ کیا وحدت نے کثرت میں
 کسی پردہ نشین کے غم میں بہر آہ جو دل میرا
 بڑی مشکل سے ہاتھ آیا ہو سنی دلیکے مقصد کا
 راد ہر عجز و نیاز اپنا ادھر انداز و ناز اُس کا
 غور حسن و عجز عشقِ حقیق نے گئے دونو
 ہوائے گلشنِ جانا کی جب سے آمد تھی
 شناختی تیرا شیوہ ہوا عظم ہمیشہ سے

سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا
 کہ دیکھو آئینہ ہی ماہ تاباں کی برابر تھا
 ہر ایک پہلو میں دیکھا آپ کا جلوہ سرا تھا
 کہ سبزہ سر پاتا تک ایک لڑی موتی کا زیور تھا
 میرا دل یہ غبارِ ماسو اللہ کے مکر تھا
 یہاں گریہ برابر تھا وہاں پردہ سرا تھا
 اسی کے واسطے بحرِ محبت کا شنور تھا
 سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا
 سر محشر نیاز و ناز کا پلہ برابر تھا
 مشامِ حسرت و ارمان معطر اور معنبر تھا
 سخن ترا جب ہی تو ہر سخن پر ہی سخن ور تھا

میرا آئینہ دل ہو گیا ہے صاف امیر اعظم
جو گرد و ماسوا اللہ اکبر سے مل کر تھا

سمند ناز لے وہ نازنین سوار رہا نہ اب وہ قول تمہارا نہ وہ قرار رہا کٹا جو روز جدائی شب فراق آئی ہزار کا فریب کیش نے کیا بد راہ یہاں جو آئیں آجائیں بید ٹہر گائیں جڑے ہی پیچ میں اغیار رو سیاہ رہے وہ تنہا تیز بلا دی شراب ساقی نے ہنسنا جو بلبل دل دیکھ کر چین اور گل	کمند زلف میں دل کا میرے شکار رہا تمہاری بات کا اب کس کو اعتبار رہا ہمیشہ غم کسے ہی گہوڑہ پے میں سوار رہا خدا کی بندگی کرنا مرا شعار رہا ہمارا گوشہ عزلت میں وہ قرار رہا ہمارے سر میں جو سودا زلف یار رہا جگر رہا میرا ٹکڑے تو دل فگار رہا کہہ سکتا آنکھ میں غیر لعین کے خار رہا
---	--

وہ شہسوار ہوا ہو گیا کہیں اعظم
رکاب چومنے اڑتا ہوا غبار رہا

اعظم سمجھتے سب ہیں رتبہ تیرے سخن کا چلے بہار پر ہے جو بن میرے چمن کا پڑھتے ہی ایک نظر کے دل پر کیا ہے قبضہ افسردگی سے میری تولید گی سے میری داغ فراق کے گل سینہ میں کھل رہی ہیں داغ جگر کا گلشن ہو وہ خزاں سیدہ وہ پان کھا کے سرخی لب پر جا رہے ہیں تن تنکے دیکھتے ہیں سب نوجوان تم کو	کرتا ہوں شکر دل سے ارباب اہل فن کا یہولا پہلا ہے پودا نسرین و نستر کا جادو نگاہ میں ہے تو سامری ہر فن کا کھلتے ہوئے مذکھا غنچہ کہی چمن کا پھولوں سے بہر گیا ہے تختہ میرے چمن کا کلا کے رنگیا ہے ہر پھول اس چمن کا نوک زباں سے آنکی عقدہ کھلا دہن کا کیا سن ہر بار کلام کیا روپ کا بدن کا
---	---

کیا ترچہ ترچہ تیر کیا کج ادائیاں ہیں

تصویر کہہ رہی ہو حال اُسکے بانگین کا

اعظم الجہہ رہے ہو ہر ایک بات پر قم
کیا سایہ پڑ گیا ہے اُس زلف پر شکن کا

خالی نہیں ہو عہدہ وہلی میں اہل فن کا
مدفن تک آ کر سہم میت کے مرے ہمراہ
مشکیں حنا کی خوشبو ہر زلفِ عنبری میں
لاکھ ہے کیا غضب کا اُس لعل لب گویا
منکر نکیر میرا دیکھیں نہ منہ لحد میں
اقرار تو کہاں ہے انکار یہی نہیں ہے

نقشہ بد لگیا ہے کچھ اندنوں وطن کا
احسان ہو یہ مجھ پر یارِ انہم وطن کا
ہر ایک اسکا حلقہ نافہ ہو کیا ختن کا
ہے ماند جس کے آگے یا قوت ہی مین کا
شرم گناہ سے منہ پر دامن لیا کفن کا
دل میں سمجھ رہے ہیں پہلو کے سُخن کا

افسوس اڑ گئی سب کچھ بہار تھی اب
اس وقت میں تو اعظم بلبل ہو اس جہن کا

نقشہ نظر میں کس کے کجا ہے جلال کا
ہوں شیفتہ میں آپ کے حسن و جمال کا
گر لاکھ منہ سے وہ یہ کہو تری ہو چکی
ڈوبا ہوں بحر شرم میں عصیاں کے ہاتھ سے
مانگو نہ حشر تک کہی یہ دل دیا ہوا
ناصح جو روکتا ہے شراب وصال سے
سایہ میں آگیا جو کہی اُس پری کے تو
عاشق کو قتل کرتے ہو غیروں کے سامنے
کیا چارہ گر ہو چارہ زخم جگر بہلا

اڑتا ہے رنگ عارض شمع جمال کا
صبح فراق میں ہے تہسم وصال کا
کیا اعتبار دختِ رزخ و رسال کا
جاری ہوا جبیں سے عرق انفصال کا
لاکھوں عیوب کہتا ہے ہاتھ ہر وال کا
قابل میں کس طرح سے ہوں اس قیل قال کا
جاد و چلیگا تجھ پہ نہ حور و نی چال کا
سیکھا ہو خوب اپنے یہ فن کمال کا
زخم جگر یہ تیز ہے ناخن ہلال کا

<p>مستِ ازلتِ اعظم شہدِ ازل سے ہے مستوں میں رنگِ جاسکے حالِ قال کا</p>	
<p>چلنے میں اُنکے رنگ ہے محشر کی چال کا لب کیوں نہ چاٹوں لذتِ شوقِ صبا کا بازارِ غم میں جب سے ہوا مشتری زلف مرغِ نظر کو اس سے بچانا محال ہے</p>	<p>وہ کیا کریں خیال کسی پائے مال کا شیدا ہوا ہوں ایک بتِ شیریںِ مقال کا اس دلوں رہن کر چکا ہوں بالِ بال کا دیکھا ہے دامِ زلف میں نہ جو حال کا</p>
<p>صابر کے در کا جب سے یہ اعظم ہوا فقیر قائل نہیں ہا وہ کسی قیلِ قال کا</p>	
<p>بوجہ جو حال آئے اس خستہ حال یوں عید کی خوشی نظر ہے ہلال پر</p>	<p>دکھلا پارِ رنگ اس نے میحاکے چال کا ناخن سے اُنکی ملتا ہے نقشہِ ہلال کا</p>
<p>اعظم نے شعر گوئی میں اپنا قدم رکھا یہ بھی اثر ہے صحبتِ اہلِ کمال کا</p>	
<p>دلِ غمگیں ہے درِ عشق سے عالم ہی ایک ہوگا جلاؤ لالہ نے سب میرا لہو پانی تیرے عاشق کی ہستی بھی جانبِ افسوس ہمیشہ سے تر پتے ہیں نگاہِ ناز کے سبل تلاشِ جنتِ الما و اگر تم کو ہے دنیا میں ازل کر جب چلا میں عشق کی کشتِ جہنم میرا دل قربِ گلروں کے کچھ ایسا مہک پلانا ہے جو آبِ تیغِ جلدی سے پلا دیجے</p>	<p>خیالِ روتے جاناں میں سنا منہ ہی آشوکا نظر آتا نہیں آنکھوں میں قطرہ ایک سوہا فنا میں دیر کیا ہے منتظر ہے اپنی جہو کا کبھی بھرتے ندیکہ زخم پہ تیغِ ابرو کا تو جا کر دیکھہ نور و ضیاء الدینِ گلرو کا سبق استادِ اول نے پڑھایا مہکویا ہو کا عنادِ آستانہ ڈھونڈتے ہیں میرے پہلو کا ٹپکنا قطرہ قطرہ۔ خلق میں باعثِ اجرو کا</p>

پڑی جن خاکسار و پیر ہے خاکِ وصفِ صابر | قیامت میں گراں ہو گا وہی پلّہ ترازو کا

کہاں گل میں وہ رنگت ہے کہاں عنبر میں خوشبو
تو ہی اعظم تھا ہمسر کوئی اس رنگ و ربو کا

کچھ خوفِ حشر کا نہ مجھ پر غم گناہ کا
طائر کی طرح کنگرہ عرش تک گیا
دل کے مقابلہ پے ہے شکر چڑھا ہوا
دل کو جگر کو سینہ کو پہلو کو توڑ دی
لگ جائے چشم بد نہ کہیں انکی آنکھ کو
پلّہ پکڑ چکا ہوں میں صابر سے شاہ کا
پیر فلک سے ہی نہ رک کا تیر آہ کا
پلکوں کی صف سے یا کہ پر ہے سپاہ کا
پلّہ بڑا ہے ناوک چشم سیاہ کا
پلکیں خائفے دی ہیں پراہر سپاہ کا

اعظم علی تو ال بنی پر شمار ہے
کافی وسیلہ ہے تجھے عفو گناہ کا

حسرت نہ مال و زر کی نہ ارمانِ نباہ کا
رکھتے ہیں اختلاطِ رقیبوں سے رات دن
انگڑائی لینے کو جو اٹھائے تھو اس نے تھو
میں نے کہا کہ حالِ ذرا دل سے پوچھئے
میں منتظر ہوں آپکی ایک خوش نگاہ کا
کیونکر بہرہ رسہ ہو مجھے اُن سے نباہ کا
جلوہ نظر پڑا مجھے مالہ میں ماہ کا
فرمایا اعتبار نہیں اس گواہ کا

اعظم کو میری چاہ کا دعویٰ ہوا تو ہو
مجھ کو نہ اعتبار تھا اُس کا نہ چاہ کا

میرے صابر آج جو خواب میں تو نے جلوہ بنا دکھا دیا
جو شرابِ صحو کا جوش تھا اُسے سُکر کے پلا دیا
تیرے عشق نے یہ کیا کرم مجھے مرے رب سے ملا دیا
جو ہیں دیکھا چہرہ پاک کو وہیں سر قدم پہ جہکا دیا
تیرے دامِ زلف میں جب پہنسا تو غم جہاں سے رہا ہوا

تیرا فیض نقشہ صفا جا تو حجابِ غیر اٹھا دیا

یہ امام علی کا طفیل ہے یہ کریم بخش کا فیض ہے

یہ رسول پاک کا ہے کرم مجھے آج مجھ سے چھڑا دیا

ترا بندہ اعظم لفتہ جان ترے نام کا ہے وظیفہ خوان
بطفیلِ حریت خواجگاں ترا نخلِ فیض لگا دیا

من عمر یہ سہم تو امیرم ہم سنجیم باسنا تو کریمی تو رحیمی تو عظیمی تو علیم از رہ مشکل قدام دستگیرم دستگیر درد ہجر تو نامی عضوِ عضوم در گرفت	پیر چشمہ حالِ رستم نیک بختم کن دعا من مریدم چوں مریدم آرزویم کن روا درد مندم مستمندم پاد بندم کن رہا تو طبیبم تو حکیمم تو دوایم تو شفا
--	---

عشق بازم پاکبازم نامِ اعظم خاک پا
او کریمی اے رحیمی خواجہ صابر پارسا

من فقیرم تو امیرم دستگیرم رشتہا سو گروئے من سیاہ بود است اکنو شد رو سیاہی مرض دارم رو سیاہ ام بخش حسن ازلی چوں تو داری از گاہت	من مریدم چوں حقیرم التجا ام کن روا قلب من ہم رنگ مویم کن برا مصطفیٰ تو حکیم من مریدم بل سقیم لا دوا عاشقم بل صادقم سر بر نتایم مطلقا
---	---

جان نثارم شرم سارم نام من اعظم علی
برد در گاہ والا افتادہ چوں گدا

ناوکِ ناز تو از دیر و حرم کردہ رہا حالِ عاشق را تو دانی تیر خورده لا تعد تاج بخش را نہادی از روئے لطف و کرم	با کہ سازم با کہ گویم ایں فسونی با جوا حالِ زارم جانِ زارم کارِ زارم با شقا تاج دارم فخر دارم کامِ گارم با لقا
---	--

عشق قاتل حسن ظالم عقل سالم خود بُرد	شاہ پیری بے نظیری دستگیری کن ادا
یا علاؤ الدین شاہ دوسرا بر من نگر	دل نگارم خوار زارم دستگیرم اے شہا

اعظم خستہ جگر بردار فتادہ روز و شب
مے کند آہ و فغاں تابش نوائے مہ نقا

تیرا شکر کیونکہ کروں خدا مجھے تو نے خودی سے چھڑا دیا
کہ خود ہی خود کو جدا کیا تیرا شکر میں نے ادا کیا
تیری ذات میں نہیں چوں چرا ترے صدقہ ہوتا ہوں اے خدا
تو نے ہند سے بلایا مجھے کعبہ اپنا دکھا دیا
دیا چوڑ ہند گیا عرب لئے ساتھ اپنے عزیز رب
جو ہیں تیرے گھر میں قدم رکھا وہ ہیں سر حرم میں جہکا دیا
جو طواف کعبہ کا کر چکا اور صفا سے مروہ کو پہر گیا
اور ادا لے فرض بھی کر چکا تو دو گنا نہ شکر ادا کیا
کیا جب نوں کو ادا لے حج اور صدائے حنیٰ رہی تھی بیج
تو رخت کو بیج کو دیکھ کر کمرابی کو میں کسا کیا
چلا واپس کو جو قافلہ سوئے نکہ میں رواں ہوا
تو پہنچ کے کعبہ میں کچھ رہا پس ازاں مدنیہ چلا گیا
تیرا رحم مجھ پر بڑا ہوا کہ مدنیہ مجھ کو دکھا دیا
جو نہی دیکھا گنبد سیز کو وہیں کمر اپنے جھکا دیا

تیرا حاجی اعظم پاں تیرا شکر کرتا ہی بیگماں	مجھے نعمتیں جو ملی وہاں تو زبان دل کو چکھا دیا
جو دیا ہم نے اُس بت کو کچھ جاننا نہ پہچانا	ہے دنیا کے دہندہ میں پہچانا نہ کچھ جاننا

<p>ہے سبکی آنکھ آئینہ تو اپنی دیکھ لے صورت جو جانا سمجھنے تھا جانا وہ ہی جانا ہوا جانا یہ جانا وہ ملا جانا کہ جانا سے ملا جانا تلاش یار میں جانا اگر جانا تھا لے غافل اگر عاقل ہو ای غافل نہ گرفت کہی ہرگز ترے قبضہ میں سارا ہو یہ جسم و جاں سب</p>	<p>تیری صورت ہے جانا تو جانا نہ ہی جانا نا اکٹ جانا پلٹ جانا نہ مل جانا نہ پر جانا ہے آباد جانا نا کیا آزاد ویرانا نہ کیوں ڈھونڈا اسی جانا کو ای جانا ہی مر جانا یہ دنیا دار فانی ہے پھر ایک ن چھوڑ کر جانا ابھی جانا نہیں جانا تو پھر جانا تو کیا جانا</p>
<p>ترا مرثیہ جانا نہ ہی تو جان لے عظم</p>	<p>کہاں جانا کہ ہر جانا نہیں جانا کچھ جانا</p>
<p>جو جانا سمجھنے تھا جانا وہ ہی جانا تو ہو جانا ہوئی لعنت شیطا میں تیرا ایک سجد کرنے پر شرابیں خوب سی پی لیں گھر اینو کو گھر سمجھا خدا کی یاد کرو ہر دم اگر خواہش ہے جنت کی دوئی کو چھوڑ دی سپا رکلا کر سب تو کیسا ارے جانا نہ کچھ جانا جو جانا تھا نہ تھا جانا</p>	<p>ادھر جانا اُدھر جانا جدھر جانا خدا جانا ہوا ہی خوب سار سوا خدا وانا ہی پہچانا نہیں جانا کہ ہو جانا اُدھر جانا کہ ہو جانا یہ دنیا چند روزہ ہی پھر آکر چھوڑ کر جانا جدا جانا ملا جانا خودی جانا خدا جانا نہ تھا جانا واناں جانا جہاں جانا تھا جانا</p>
<p>غزل تو نے بھی کیا خاک و عظم کہیں چپ</p>	<p>نہ کہنا سنا کچھ جانا نہ جی جانا نہ مر جانا</p>
<p>یقینی تو گمان عالم گمانوں میں گمان تیرا تو معشوق حقیقی ہو یہ عاشق ہو جہاں تیرا زمین میں تو زماں میں تو کیس میں تو مکا میں تو سبھی تو الگ پایا سبھی میں تو کچھ پھر پایا نہ ہوتا جسم گر تیرا نہ لیتا نام پھر کوئی علی وفا طہ حسنین احمد کے پہلے حب گل</p>	<p>زمانہ سب خیالی ہو خیالو میں نشان تیرا تیری جلوہ ہو عالم ہو۔ ہو جلوہ نشان تیرا ہیں ملتا ہی پھر ہی تو کہاں ڈھونڈ ہو مکان تیرا تمام عالم میں پھر پھر کر لیا ہو آستان تیرا ہو اس نام ہی کو جسم سے سب کچھ عیاں تیرا معطر ہو گیا اس سے زمین و آسمان تیرا</p>

تو عقل کل میں دانی شہنشاہ تو بہت کارساز
کہاں یہ مرتبہ میرا بنو نہیں راز داس تیرا

علیمی کی صفت عظمیٰ عظم سائے عالم میں
یہی حکمت ہے اس میں کہ کرتا ہوں بیاں تیرا

عیدی دوران ملا ہے چارہ گرا چھا ہوا
خارشخوں سے گرے غرے مرادوں کے پہلے
اب بلامیں اُنکے لینیو کا مجھے موقع ملا
شکر ہے تیرا دعا درگاہ باری تک گیا
موتیوں کا ہمارا انکو چاہیے تھا اسلئے
یوں تو سب ہے عنایت کی نظر آگئی مگر
جان ہی دیتا نہ آئے تم شبِ عدد اگر
تجھ کو دل دینے کا قاتل یہ بدلہ مل گیا
ہم رکابی سے کب کی سیرِ عالم ہو گئی
مجھ نہیف و ناتوان رحم کہا کر آگئے
دل کے آئینہ کو میں نے صاف ایسا کر دیا
حشر کے دن خون پروانہ کا دیتی کیا جوا
روح نے جو قابلِ سکُن پایا دل ہیرا

مژدہ بادے دل تیرا درِ جگر اچھا ہوا
یہ ہنہالِ بخودی یہی بار درِ اچھا ہوا
آگین زلف پریشاں تاکرا چھا ہوا
نالہ شبگیر میں وہ پیدا اثر اچھا ہوا
بن گئے آنسو میرے سلک ہر اچھا ہوا
پڑھ گئی مجھ پر عنایت کی نظر اچھا ہوا
ڈال دی مجھ پر عنایت کی نظر اچھا ہوا
دیگئی تیرے نظر سوزِ جگر اچھا ہوا
با خطر سے ہو گیا اب بے خطر اچھا ہوا
بن گیا صحن گلستاں میرا گھر اچھا ہوا
ہو گیا آئینہ منظورِ نظر اچھا ہوا
تیرا جل بچھنا ہی اے شمعِ سحر اچھا ہوا
دل سے اُٹھ کر پہنچی سیدھی عرشِ اچھا ہوا

بعد مرنے کے یہی تیری قبر پر عظم علی

جھمکنا ان باہر دیون کا ادھر اچھا ہوا

تیرے مڑگاں کہاتے کہاتے سخت کہاں ہو گی
مل گئی رہنے کو میرے کوئے جانا میں جگہ

زخمِ دل کو دیکھتا ہوں میں کمال ہو گیا
جیتے جی میں گشتِ جنت میں دخل ہو گیا

صبر تکین و نجل سربہارے ساتھ تھے حال دل تمکو سناؤ نگاہ پرک جاؤ گے تم پر توہ ہے جلوہ رخسار آتشناک یہہ کلمہ توحید کی تاثیر ہر گ میں ہوئی عشق میں میں نے فنا ہو کر یہ پانی ہی بقا جس دل ناشاد کو نازوں سے پالا تھا کہی	تم یہاں کیا آئے قابو میں میرا دل ہو گیا میرے قابو میں گر میرا کہی دل ہو گیا ہر بن موسیٰ درخشاں ہ کا ل ہو گیا نخن اقرب کی تجلی گہہ میں داخل ہو گیا بس سگان کو چہ جاناں میں شامل ہو گیا وہ نگاہ ناز کے پڑتے ہی سہل ہو گیا
---	--

کیجئے مرہون منت منہ سے یہ کہہ دیجئے

اب پرستار و غنیں اعظم تو بھی شامل ہو گیا

جدائی کی سحر تھی مینہ برس جگر کا سامان تھا نہ آئے تم ہزار افسوس سیر گلشن دل کو بہا کر لے گیا گریہ ہمارا جسم زار اپنا ہوا زلف پریشاں کی پریشاں کر گئی ایسا صفائی دیکھ لی تیغ نگاہ ناز قاتل کے خیال زلف شبگون نے کیا شد مجھے ایسا بہلا ہوتا میں کیونکر زیر با منت قاصد بہا کرتا تھا ہر دم خون حسرت خانہ دل سے	ابھی دیدہ تر تھا کہ کوئی ابر باراں تھا بنا حسرت کے داغوں سے نیا رشک گلستاں تھا خدا حافظ یہ گریہ تھا کہ زور و شور طوفان تھا چمن میں حال سنبل ہی جو دیکھا تو پریشان تھا کیجا تیغ براں ہی کیجا زخم خنداں تھا پریشاں ہی پریشانی کو میری دیکھ حیران تھا جواب تار برقی رشتہ تار رگ جاں تھا ابھی سینہ ہمارا غیرت گنج شہیداں تھا
--	---

شہادت انتہائی شادمانی ہو گئی اعظم

نشاط قتل پر میرے لب پر زخم خنداں تھا

یقینی تو گمان عالم گمانوں میں تیرا تو معشوق حقیقی ہی یہ عاشق ہی جہاں تیرا	زمانہ سنجالی ہی خیالوں میں نشاں تیرا تیرے جلوہ عالم ہی عالم ہی نشاں تیرا
--	---

زمین میں تو زماں میں تو ملکین میں تو مکیاں تو

نہیں ملتا پھر بھی تو کہاں تو ہونڈوں مکاں تیرا

حکیمی کی صفت عظمیٰ عظم سیاسے عالم میں
یہ ہی حکمت ہے اس میں بکریا ہونٹیاں تیرا

روضہ پاک تو قبلہ قبلہ اہل صفا
خاک کلیہ بر طباق نہ فلک نہ فرش
ذات پاکت شد در بقادر ذات پاک
شد بعالم نام تو چو رحمت العالمین
ہم ملا یک ہم بشکر جن زدگار ہست شہا
فیض ہر نو نا علی را تو دادی از کرم
ہر کس و ناکس فیض ذات پاکت شد غنی
خالق عز و وجل چوں خود بقرائل است

استانت سجدہ گاہی اصفیا و اولیا
از قدم مہمیت شد عرشا عظم زیر پا
زاں سبب آمد شفاعت کز حق روز جزا
ملتی باشد ہر ایک چوں گدائے مینوا
یا تہر یک بقدر حوصلہ نور و ضیا
مثل من عاجز بنا شد در دو عالم با خدا
چشم می پوشی ز حال زار مسکینا چرا
نعت تو از بندہ اعظم کجا باشد ادا

ذات پاک منظر نورانی و رسول

حمد و نعت ترا چگونہ میکند اعظم ادا

تا ہے کس کو جو دیکھتی رہی آفتاب
آدمی تو کیا ملک جانیں شد دیکھ کر
ایک سے دین میں بیتاب لہو و دہا
ہوں سمجھنا رخ کو کعبہ و محرابیں بہو میں
کیا مبارک ہے وہ عاشق صبح اٹھ کر دیکھ لے
زاہدان خشک جام عشق سے میں بہا گئے
منہ چھپاتے کس لئے ہو عاشق بیتاب سے

خواب میں بھی گریخاں آئے بنو دلی کیا
گریخ پر نور سے اپنے اٹھائے تو نقاب
تا کہ مٹ جائے جو اہل ہر تعین کا ہی حجاب
فیض مرشد نے دکھائی مجھ کو یہ اہ ثواب
روئے روشن چن کر ہے ماہ تمام اور آفتاب
اپنے ہاتھوں کے نہیں دید کوئی جام تراب
دو جہاں کے جلوہ گر کو منہ چھپانا ہے ثواب

تو عقل کل میں کون سا شہنشاہ تو بہر کار ملکین بہ کہاں یہ مرتبہ میرا بنوں میں از دواں تیرا نہ

صابری فیضانِ عالم کو گہیرا ہے تمام صابری کو کیا بہلا اندیشہ روز حساب

کیوں تلاش یار میں پہرتا ہے اعظم در بدر
پہلوئے دلیں ہے وہ ڈالے ہوئے منہ پر نقاب

دکھلائیگی تاثیر میری آہ و فغاں ب
وے دیجئے تسکینِ شہ کوئی مکان ب
آنکھوں میں وہ ہو نور تجلی کی بصر
ہو جائے ابھی دولت دیدار میر
آئیگا وہ از خود ہی یہاں جان بھال ب
جلوہ تیرے الطاف کے ہوں نشان ب
بنجائے میرا گوشہ دل طور نشان اب
ہے پیش نظرِ وضعِ فردوس نشان ب

اعظم کی تمنا ہوئی یوری تیرے صدقہ
ہو جائے یہ اجا بنے بھی اسطور عیاں ب

چہرہ سے گر نقابِ حضرت ہٹائیں آپ
مدت کے آرزو میں کھڑی ہیں میں امید
گرچہ خطائیں سمے ہوئی ہیں بہت بڑی
آواز رات دن میں ہے ہر جا بھری ہوئی
اعظم غمِ عظیم میں رہتا ہے سرنگوں
للمہ خواب میں کبھی جلوہ دکھائیں آپ
نفسِ لعین پیچھے میرے دوڑا آتا ہے
بادِ سموم سخت گناہوں کے ماتھے سے
سر پہ جو ہووے تابشِ سورج تو اس گہڑی
میری کہاں مجال کہ دیکھوں سے ولے
وہ صوتِ سرمدی کہ جہان میں سدا ہی
آدم تو کیا لک کو بھی شذر نہائیں آپ
جلوے خدا نما کو خدا را دکھائیں آپ
للمہ معاف کر کے قدم سے لگائیں آپ
اُس صوتِ سرمدی ہی ہر دم سنائیں آپ
اس دامنِ غم کے پہندے چہرے میں آپ
خوابیدہ بخت کو میرے حضرت جگائیں آپ
ماہوں کے اسکے سرورِ عالم چہرائیں آپ
ترباقِ عفو دیکے مسیحا بچائیں آپ
دامن میں اپنی شافعِ محشر چھپائیں آپ
دیدار ذاتِ باری کا مجھ کو دکھائیں آپ
اُس صوتِ کاترانہ حقیقی سنائیں آپ

اعظم کی ہے امید کہ اے شاہ دیں پناہ
اسکو گدائے در کہیں حضرت بنائیں آپ

بہت دنوں سے ہوں مشتاق آئیے حضرت
دیار و کوہ بیاباں کو چہاں ڈالا ہے
نہیں ہے تاب انی کی اب مجھ میں
چھپائے پہلو میں چہرہ کو آن بیٹھے ہو
کہاں ہے کدہر آئے سنائیے حضرت
کہاں چھپے ہو پتہ تو بتائیے حضرت
خدا کی واسطے جلدی آئیے حضرت
ذرا تو سامنے تشریف لائیے حضرت

تیرے فراق میں اعظم تر پ رہا ہے اب
ذرا تو سینہ اسکو لگائیے حضرت

ایک سے ایک ہے عالم میں پیاری صورت
اس سبب حشی بنی ہی یہ ہماری صورت
ایسے انداز کی کس نے یہ اتاری تصویر
ٹکڑی ٹکڑی ہو دل جس نے اوہر کہہ دیکھا
ہے دل آویز مگر سب میں تمہاری صورت
دیکھا کرتا ہوں تجھ سے تمہاری صورت
عشوہ و ناز سے مملو ہے جو ساری صورت
تیخ ہی تر ہی بر چہی ہی کٹاری صورت

صورت اعظم کی تری آسمیں نفخے فیہرہ
جان ہی آپکی صورت ہی تمہاری صورت

تیرے جرنے یہ کہا تم میری دہری کی چوٹ
میں اپنی غیر کی چہرہ خبر ہوا محو دیکھ کر اس قدر
تیری عشق سے یہ ہو کر میرے سخت لکھو کسا ہی نرم
جو نہی زلف پر نظر پڑی نہیں شش مجھ کو ذرا
تیرے درو کیا زخمی دل تیرا سقد ہی جفا کی چوٹ
یہ ہی دل نذر یہ جگر نذر نظر مارا داک کی چوٹ
ہوئی ابرسی چشم نم لگی دیر جب کے وفا کی چوٹ
وہ تو ایک کا ہتا شاید نہیں زلف و تا کی چوٹ

تیرا خستہ اعظم نیم جان تر پ رہا ہے یہاں غیاں
کسے کس طرح یہ اب بیان لگی ہی اس بھلا کی چوٹ

بے مہری پہ کہاں کہ لگے جب فاک کی چوٹ	بسل بنا دیا وہ لگی اس ادا کی چوٹ
اُس گلبدن کے عشق میں میرا یہ حال ہے	گاہ خزاں کی گاہ لگی ہر صبا کی چوٹ
نازک مزاج عشق نے ایسا کیا مریض	عنابی رنگ دیتا ہے مجھ کو دوا کی چوٹ
خال سیاہ و زلف سیاہ نے غضب کیا	اُس سے بچا تو اس کی لگی انتہا کی چوٹ

اعظم کو حشر کا نہیں کچھ غم ڈار رہا
اسکو لگی ہر عشق حبیب کی چوٹ

کدلف

ہوا گو یا تن بجاں فقط اس جان کے باعث	مٹا یا جان کو اپنی تیری اس شاکہ باعث
مبارک ہو یہ گہرا نگو جو ہم رہتے نہ وہ ہتے	ہوئے آباد وہ میر دل میں میراں کے باعث
ترے رمز و کنایہ تک نہیں پہنچا کوئی عالم	ہوا لیکن وہ گرویدہ اداؤ آنکے باعث
کیا پیدا محب ایسا کہ جو محبوب عالم ہے	دو عالم پھر کئے پیدا اسی پہچان کے باعث
خطائیں سنیکڑوں کی ہیں حرفت یا ایرغما	بہت ممنون ہے اعظم ترے احسان کے باعث

الغیاث اے شاہ خواں الغیاث	الغیاث اے جان جاناں الغیاث
نیم بسمل تر چہی نظروں نے کیا	کیا نگاہیں ہیں دو پیکاں الغیاث
تیری آنکھوں سے ہوئی غارت گری	کر دیا ویراں دل جان الغیاث
کشتی عصیاں بہنور میں جا پڑی	ہے بلا کا سر پر طوقاں الغیاث
میں تو بچتا تھا نگاہ ناز سے	آپڑی ہے فوج مرگاں الغیاث
ہو گیا اندھیرا آنکھوں میں میرے	الغیاث اے شمع عرفاں الغیاث

اعظم بیتاب کس سے کیا ہے

المدد اے شاہ شایاں الغیاث

الغیاث اے شاہ رحماں الغیاث
گینہ کی مانند دل لوثا کیسا
بیل جاں ہی نفس نہیں اسیر
رہتے ہیں یہ نفس شیطان و رکبیں

دو جہاں کے خضر و سلطان الغیاث
عشق کے میدان میں چوگاں الغیاث
الغیاث اے شہ شبستاں الغیاث
الغیاث اے شاہ ایماں الغیاث

اعظم خستہ جگر تر پیا کیسا
تو نے جھٹکا خوب داماں الغیاث

کادیف ج

گلگشت کو وہ شوق جو آیا چین میں آج
کس برگزیدہ خلق کی آمد کی دہوم ہے
باعث سے جس کے ہے یہ نشاط و طرب مجھے
طوبے کو رشک تیری ہے فرمہ کے ناز پر
ہے نور کا ظہور جہاں میں بہرا ہوا
ہر لفظ سے ٹپکتا ہے انوار ایرومی
طفیل نفس لعین کے یہ ہو گیا محتاج
نکر تو مجھ کو الہی غم و الم میں اسیر

گدائی در کی تری بہتر از دو عالم ہے
جو ترے در کے ہیں محتاج سب نبی ولی
حقہ مور سے لیکر ڈروغیں ہاتھی تاک

کہ ملکر کٹوری ہو گئے گل پیرہن میں آج
ہے تہنیت کا شور جو چرخ کھن میں آج
اور عالم سرور ہی رب جان تن میں آج
شاخوں کا سر فلک پر اس بانگین میں آج
باغ ارم سے بڑھ گیا کعبہ بھین میں آج
اعظم کمال اوج ہے ترے سخن میں آج
نہیں ہی کوئی دو عالم میں مجھ سے محتاج
رہی یہ شاد خوش اوقات اور تیر محتاج
جو ہو تو ہو دے الہی ترا سد محتاج
تو اپنی ہی درکار کہیو سد خدا محتاج
میر کریم وہ ہیں شادیہ رہا محتاج

غریب عاجز و مسکین ہے ترا اعظم
قبول کر تو اسے اب یہ دعا محتاج

ردیف ج

جو بیشال ہے اُسکی مثال بالکل ہیچ	صنم ہی خانہ فنا کا وصال بالکل ہیچ
خیال یار کا دلیس اگر نہ ہو تیرے	تو حال و قال تیرا اور کمال بالکل ہیچ
نہ کی عبادت جس نے تو کیا بنا صوفی	تمام جسم میں ہی جان و بال بالکل ہیچ
وہ بیان اپنا جا خوب اگر سماع میں ہے	وگر نہ وجد تیرا اور مقال بالکل ہیچ
یہ وہ مد نظر گر چہ ہو سماع میں ہی	سو اسکے گمان اور خیال بالکل ہیچ

تمام عمر تو اعظم گزری غفلت میں

خدا کو مان کے سمجھو خیال بالکل ہیچ

ردیف ح

چھوٹے خیال دہر کی صورت کی طرح	بھردے تو اپنا شوق محبت کی طرح
دہلی کو چھوڑ کر جو مدینہ میں جا بیس	یار ب نکال دے میری دست کی طرح
روضہ پر آپکے ہے نگاہیں جڑی ہوئی	دوری ہو دوز دل سے یہ فرت کی طرح
پلوں سے ترے روضہ کو چھاؤ اکروں نبی	لجکا نکو کاش یہ خدمت کی طرح
مدت سے آرزو ہے مدینہ کی یار رسول	بر لاؤ یہ اُمید زیارت کی طرح
دیدار آپکا ہے وہ دیدار ذالمنن	دیدیکئے حضور یہ دولت کی طرح

اعظم ہی تیرے در کا کہی جیہ ساجنے

اُمید یہ ہی پوری ہو حضرت کی طرح

ردیف خ

سارا عالم ہے فنا اور ہوتا تصویر شیخ	شیخ کی بالکل حضور ہی ہوتا تصویر شیخ
شکل الصدق دنیا میں جب پیدا نہیں	ہو گئی قائم مقام اُسکی صد تصویر شیخ

کمال زہدانی نظام الدین ہوشانی	فرید الدین کے جانی علاؤ الدین علی احمد
نشان شان اسخد میں صفات پاک احمدیں	ہے ذاتِ صفت بانی علاؤ الدین علی احمد
زوال کفر بدعت میں تو لاثانی ہر شاہان	عروج شان یزدانی علاؤ الدین علی احمد

یہ ہی کہتا ہے اب اعظم پڑ اور پرچشم نم ز
غنیمت ہو کر میں کہانی علاؤ الدین علی احمد

کادیف

ہے کس کو اپنی طاعت اور عبادت کا گھنڈ	ہمے ناچیزوں کی ہر تیری شفاعت کا گھنڈ
رات دن کہا یا کئے اور یا پڑی سو یا کئے	ہتا دے ہر وقت لکو تیری حمد کا گھنڈ
خاتمہ بالخیر ہونا اگر تجھے منظور ہے	بس سول پاک کی کلمہ شان شوکت کا گھنڈ
گو رسول پاک حافی امت عاصی کے ہیں	پر نہ لازم ہے تجھے اپنی اطاعت کا گھنڈ

اعظم عاصی تیرا ہے پر خطا و پر قصور
ہاں مگر رکھتا گوہ تیری شفاعت کا گھنڈ

کادیف

بہت بارتہا ہے دشمن کو شکر کا غنڈ	کار شمشیر نکالے گا یہ جوہر کا غنڈ
میرا کچھ حال جو پوچھے تو دکھا کر کا غنڈ	کہنا تصویر کو دیکھو یہ ہر ابر کا غنڈ
ریشک گل تم ہو تو بھیجوں تہیں نکر کا غنڈ	پاس میرے ہے فقط دل کا گل تر کا غنڈ
ہجر میں خط جو لکھا آنکو تو ٹپکے آنسو	بنگیا خط کا ہی سب سے ان گوہر کا غنڈ
خط پہ خط آتے ہیں غیروں کے چلے حدید	آنکے کو نیچے میں اڑی پرتے ہیں اکثر کا غنڈ

خط جو لے جائیگا اعظم کا ادب سے دینا
نامہ بردینا انہیں سوچ سمجھ کر کا غنڈ

آپنے صورت و اس ہویدا ہو کر
تیر چٹکی میں دہر شوق شہادت کے ادھر
دست نازک اٹھا اُس نے جولی انگڑائی
آنے آئے جو پہرے آئے وہ گہر کو اپنے
ہاتھ میں جا کے حسینوں کے خالانی رنگ
اُسکی رفتار سے پکریہ ملی ہی قربت
وصل کا نام جب اُس نے میرے قاصد سنا
تب ہجراں میں عیادت کو جو تار آیا
شیشہ دل میں مقیم ہی خیال اعظم

فیض بخشا ہے اندھیرے کو اوجالا ہو کر
دل میں ہے جوش کہ اڑ جاؤں نشانا ہو کر
ہاتھ چٹکی جہہ رخسار کا ہالا ہو کر
زخم دل پہر میرا تازہ ہوا اچھا ہو کر
آپکی مقبیس عکس کھٹ پاتا ہو کر
دیدہ یار میں رہتا ہوں میں سہرا ہو کر
رہ گیا اُس پہ وہ آگ بگولا ہو کر
کام صحت کا دیا اُس نے میسجا ہو کر
پہر ہی اڑ جاتا ہے وہ عرش بالا ہو کر

آتش شوق محبت بھڑک اٹھی اسی
عرش اعظم پر پہونچ جاتی ہی شعلہ ہو کر

شکر اللہ کیا دین میں پیدا ہو کر
دل جو بہر آیا تو نالوں سے کیا
نجد میں قیس کی صورت کا مجھ پر دہو کا
دل عشق میں دوست کے دشمن جانی اپنے
کیا اویز ہوئی حلقہ بگوشی دل کی
کلمہ تقدیر قلم ہو کے نیرستانوں کے
لاکھ تدبیر کریں حضرت عیسیٰ اپنی
خاک بنکر میں بنا آج ہو او آتش

صبا بری فیض ملا بندہ مولا ہو کر
خون دل جاری ہوا چشموں کے دریا ہو کر
کہئے اب پکا عاشق ہے کس کا ہو کر
خار دامن سے لٹتے ہیں شتا سیا ہو کر
آپ کے کان کی لو میں رہا بالا ہو کر
کام سب زند و نکا بتا ہے وہ مردہ ہو کر
چشم سوزن نہ کہی دیکھی گئی بنیا ہو کر
اُس سے پہر تو رہا احمدی جلو ہو کر

درد فرقت سے تر پتا رہا اعظم تیرا

خاک چارہ نہ کیا تو نے مسیحا ہو کر

زخم جگر کے سہنس دی خنجر یار دیکھ کر
حسرت یار بار بار سوئے مزار دیکھ کر
سبیل و گل نثار ہیں رضی زلف یار
سبزہ تہائی تھی ابر تہا وہ گل تر گمر نہ تھا
ہو گیا لالہ روجواں زردی رنگ نے عفران
منہ سے تو آپ کچھ کہیں دلیں جو تہیں کدوئیں
حسن کی دولت لے خدا تو نے تہوں کو کی عطا
آئے جو قبر پر نکیر زار سے ہی میں تہا ظہیر

پہول بھی کہ نہ کھلا پڑے تیرا غذا دیکھ کر
روتی ہے آج زار زار میرا غبار دیکھ کر
سکتہ میں سرور گیا قالب یار دیکھ کر
ماہتوں کو تہا گیا باغ و بہار دیکھ کر
بلبل دل ہی نغمہ خواں فصل بہار دیکھ کر
دور ہوئیں وہ نچشیں میرا غبار دیکھ کر
میں نے بھی سر جھکا دیا تہوئے نگار دیکھ کر
دگنی قلیں سے نذیر مجھ کو زار دیکھ کر

اعظم خستہ جاں گداز پڑتا ہے عشق کی ناز
کیوں نہ جھکے سر نیاز ابروئے یار دیکھ کر

سبزہ خط ہے روئے روشن پر
گو ہر اشک طفل کی صورت
تیرے سب تاک تاک کے مائے
خون کے چھینٹے پڑے جو دقت قتل
چال بہو خچال ہے ستمگر کی
عشق کے دل پے جب گھٹا چھا
دیکھ کر اپنی زلف کا سایہ
کیا کروں وہ بت ہے ہر جانی
لاکھ سمجھا یا پر نہ سمجھے وہ

ہے عروس بہار جو بن پر
کھیلنے کو دتے ہیں دامن پر
ہوں نثار اپنے ناوک انگن پر
ہوئے گل بوئے انکے دامن پر
لرزہ پڑتا ہے کو او بر زن پر
گر پڑی برق تن کے خرمن پر
کرتے ہیں وہ گمان ناگن پر
نہیں ملتا ہے ایک مسکن پر
جونک لگتی نہیں ہے آہن پر

دلت افشار تیرے لئے اعظم پہول بہرے تہا ہے دامن پر

گیسو ہلتا ہے روئے روشن پر
خون عاشق سے پڑ گئے چہالے
دل کھلونہ سبجہ کے توڑ دیا
تیر مڑگاں کے اتنے کھائے ہیں
اسکے خون سے گل و عنجبہ
خود ہی پروانہ اُسی پہ جلتا ہے
لو میں جس کی جلا ہے پروانہ

سانپ کی لہر دیکھئے من پر
سپر و خود تیغ و جوشن پر
بس نہیں آپ کے لڑاک پن پر
رو بنگٹے بن گئے میرے تن پر
ہے بہار آج میرے دامن پر
خون کب شمع کی ہو گردن پر
شمع جلتی ہے اسکے مدفن پر

شیخ اعظم ہے بندہ صابر
نور اُسکا ہے روئے روشن پر

دین احمد میں رہا بندہ مولا ہو کر
چشم ظاہر کو کہاں جا دیکھے اُسکو
یا بنی اُسکو حیات ابدی ملتی ہے
دین و دنیا میں کوئی سہارا میرا
خاک پانی بنا پانی سے باد و آتش
جلوہ یار مجھ میں۔ میں ہوں جلوہ اُسکا
برگ شاخ و ثمر اور شجر میں تو نے
چشم و سینہ میں کلیجہ میں جگر میں ملیں
ہے صمد شان تیری تو ہے بری عالم سے
جلد امداد کو پہونچو شہ والا میری
سایہ دامن گیند کی ضرورت کیا ہی

شکر کرتا ہوں اسی دین پیدا ہو کر
خواب میں دیکھ لیا چشم زلیخا ہو کر
جو خدا کرتے ہیں جان اپنے کو شیدا ہو کر
کس طرف جاؤں نکل ہائے تمہارا ہو کر
نار سے نور بنا نور سے جلوہ ہو کر
دل میں ظاہر ہوا وہ نور تجلی ہو کر
جلوہ ہر رنگ دیا رنگوں میں پیدا ہو کر
تو رہا قالب انیس جلوہ ہو کر
ذات تیری دو جہاں میں ہی یکتا ہو کر
دور بدر خاک بسر بہر تہا ہوں سوا ہو کر
قبر پر چرخ رہا گیند میں ہو کر

آہ و نالہ غم احمد میں نہ کر لے عظم
عرش کے پار گزر جائے نہ بہالا ہو کر

قد رعنا ہے یا سرو صنوبر دور لہیں مشک بو یا عینریں ہیں ہیں لب وہ اُسکے وہ آب زندگانی دو آنکھیں آنکھی ایک چشمہ فیض دو ابرو ہیں کشادہ تیز و پرواز بندیں وہ کان ہیں کان سخاوت گھلا اُسکا صفائی دار ایسا ہے سینہ فیض گنجینہ سراسر ہے دل فیاض فیض باری + شکم ہے مخزن فیض دو عالم تمام عالم کو مینے چھان ڈالا قدم سے جس کے ہے سر سبز عالم	رخ زیبا ہے یا مارہ منور دہن پر وہ ہم ہیں یا نقطہ تر ہوا شرمندہ جس سے وہ آب گوہر رواں جس سے ہوا ہے آب کوثر برائے صید دل اللہ اکبر کہ سوت سردی آتی ہر اندر نہ دیکھے چشم عالم اُس سے بہتر کہ جس سے فیض ملتا ہے برابر ہے پاتا فیض ہر مہتر و کہتر نہ پہنچے قوت پہر کیونکر نہ گھر گھر نہ دیکھا عشق سے کوئی بھی بہتر فناک پر اُس سے روشن ہیں گے اختر
---	--

زباں عظم سے ہو تعریف کیونکر
جو اس عالم سے ہو بالا و برتر

سادیف کا

چاردن کی ہے جوانی ایسی بستی کو چوڑ چاردن ہوا سکی رونق آفرش کچھ نہیں گرتا دل خواہشوں نیامین جا کر چھپتا	عشق کی محو کو بیا کر سا غریبی کو توڑ دلو دنیا سے ہٹا کر منہ کو اپنی اس سے موڑ کر نصیحت نفس اور کان کو دل کے مڑوڑ
--	--

ہستی موبہوم کا بالکل بڑ سا کچھ نہیں | اس کے چھوٹے جھگڑا اپنی آقا سے تو جوڑ

اعظم ناچیز تیری کیا ہے ہستی کیا شمار
تجہ سے بہتر اور اعلیٰ اس کو لاکھوں میں کھوٹ

کا دلف ستی

اے عزیز و زندگانی چند روز
آنکھ ناک اور کان منہ جو کچھ ہیں
جب گیا دنیا سے پہر آتا نہیں
مال دنیا کا جمع کر مر گئے
چند روز آکر رہے پہر چل بے
کام نیکی کے نہ کچھ ہم سے ہوئے
گرچہ بخشو مال دولت اور خشم
آپ کہتے ہیں کہ ہوں شاہجہاں
باغ دنیا میں ہیں سب پھول پہلے
دے خدا کے واسطے پر جان مال

ہے یہ دنیا دار فانی چند روز
اپنے کرے حکمرانی چند روز
ہے عبت یہ شادمانی چند روز
کر گئے یہ جانفشانی چند روز
ہائے کیا ہے زندگانی چند روز
اور یہ دنیا ہے فانی چند روز
ہے یہ لطف و مہربانی چند روز
ہے یہ تیری لن ترانی چند روز
ہاں مگر ہے گلشنانی چند روز
ہے یہ تیری زندگانی چند روز

اعظم ناصح جیو گے تائب کے +
ہاں رہی گی مدح خوانی چند روز

ہر سب مہفت میں کھونیکا ہے راں فسوں
بلیں چھپا زن اور چپاری کبھی
عشق بازی کا نہیں کھیل جو بچو کا بھی
عشق بازی کا نہیں کام فرشتے کرتے

اور جب لگو لگا پہ نہیں دریاں فسوں
دونوں ہاتھوں سے جو سیرتی جیروں فسوں
سر کو دیکھتا کہ نہور و بد جانان فسوں
کام آدم کا اور کام ہی شیطان فسوں

عمر پیاری ہوئی آفرستی اعظم ہے ہے
زادہ کا ترا کچھ ہی نہیں سامانِ فسوس

کادیف مش

ہے عزیز و محبوب ہر دم رو جانان کی تلاش
اُس کلاں ربار تک تھی رسائی جب نہیں
نئے خواہر لعل موتی اور یا قوت گوہر
ہوں مسافر میں نزل سوتلہ کام و خشاک
صدقہ پیرانِ کلیر کے ملا ایسا صنم
زلفِ پیچاں نک مٹر گانِ چشمِ فتاں کی تلاش
پہرہ ہو کیوں ہو یار و اسکے دربان کی تلاش
ہاں مگر ہے تو اسی دلدار و جانان کی تلاش
ہی تلاش آبِ حیوانوں چہ نخداں کی تلاش
کو بکو اور وہ بدہ عقی جیسے مہمان کی تلاش

اعظم قاصر بہلا کیونکر کرے اُسکی تلاش
گو ہر نایاب سپر ابر نیساں کی تلاش

وہ ہو محبوب اعظم کبریا خاص
ہیں حاضر سب بنی بہرِ غلامی
شروع آدم سے لے عیسے بنی تک
یہ رتبہ ان فرشتوں کو ملے کب
رخِ انور کے لایق گر نہیں ہوں
فرشتوں پر نہ کیونکر ہو حکومت
سبھی نبیوں سے ہے وہ خوشا خاص
کہ ہے محبوبِ حق اور دلربا خاص
کیسکو کچھ نہیں رتبہ ملا خاص
بنی محبوب ہے رب العلا خاص
کفِ پاکی زیارت دو شہا خاص
محمد ہے حبیب کبریا خاص

رخ احمد کی ہو جائے زیارت
یہی کرتا ہے اعظم ابے عا خاص

کادیف ص

زلفِ پیچاں اگر لاکھ چھپا عارض
ابر میں چاند سا مہرِ نظر آ عارض

چاند سورج کو شب روز ہر دیکھا میں نے
چاند آئینہ کا شرا کے چرائے آنکھیں
آنکھوں کا فرش کیا ہنسنے بجا مغل
کعبہ سے سو گدینہ جو گئے شاہ رسل
ہم ہوا خواہ کھڑی ہیں جو ہوا کے زخیر

خواب میں گر نظر آجی کہوں عارض
آئینہ کو جو کہی اپنا دکھائی عارض
منعکس ہو کہ کہیں اس میں عارض
نقش پا کے لئے بوسہ میں بجا عارض
آسرا ہو یہ ہیں آئے ہوا عارض

لاکھ برقعے ہوں پڑے چہرہ پیکے اعظم
بجلی کی طرح چمکتا نظر آئے عارض

یہ ہوا ہے ترا جہاں میں فیض
تم بنی ہو جہاں میں نور افشاں
فیض سے تیرے دونو عالم ہیں
میں ہی تجہ سے جدا نہیں مولا
کوئی جاتے ہے کہ خالی ہے
نور افشاں ہر ذات عالی کی
جسم ہے یا ہے جان جو کچھ ہے
نفس ظالم دوی کا بندہ ہے
بدگمانی گمان بندہ ہے
تیرا کچھ فیض کم نہیں ہوگا

بہر دیا کل زمین زماں میں فیض
بہر دیا نور کا جہاں میں فیض
ہے مکاں اور لامکان میں فیض
جسم میں جسم میں ہے جام فیض
جسم ہے جان ہر رواں میں فیض
ہے زمین وزماں سماں میں فیض
آپکا ہے عیاں نہاں میں فیض
دل میں ہر ایک نشان نشان میں فیض
ہے گماں بے گماں گماں میں فیض
بہر دے بہر دے تو بدگماں میں فیض

اعظم خوش بیان سے گویا
ہے تیرا خوبی بیاں میں فیض

لا دلیف ط

یار کے چہرہ پر پہلا سبزہ کا رنگ اس منظر
خال سیاہ کا رنگ ہنگ عارض خوشنما پر یکے
چہرہ کو کھو کر وہ شوخ باغونگی سیر کو چلا
گاہ صنم کے عشق میں کرتا ہوں جان دل خدا

چاندنی حسن کیجھ کے لکھا غلامی کا ہے خط
مشک ختن ہوا خجل چاند کے دلیس ہر نقطہ
ہو گیا رنگ لہ لہ ماند ہو گئی گل کی بو غلط
گاہ صنم کے ہجر میں کہتا ہوں غوطہ مشن بط

اعظم بندہ بیدرم کرتا ہے بندگی قبول
چاہوں نوشتہ ہے ہی لو بندہ بندگی کا خط

سادہ فظ

یار چلا ہے کعبہ کو دل نے کہا خدا حفیظ
ہند میں شاہ ذوالمن قید ہر میرا خستہ تن
ہند سے سو کعبہ کو جاتا ہے دل میرا چلا
تورق شوق میں سوار دل جو گیا ہی بھر کار

دل کو دیا غلامی میں آگے ہے سرور حفیظ
جلد بلا لو شاہ من کہہ کے ہے کبریا حفیظ
کہہ دو عزیز و ملکہ سب تیرا ہے مصطفیٰ حفیظ
کہتا ہوں چھپے اب پکار مالک سر حفیظ

عینریں بوی زلف یار مشک ختن ہر یا تار
قوت روح جان اعظم جان ترا حفیظ

سادہ فظ ع

ہنے فراق یار میں دیکھا ہے حال شمع
فانوس ہو گیا ہے میرا جسم اُس بغیر
محو جمال یار ہوں عالم میں اس طرح
دیوانہ وار پہنچا ہے پروانہ بزم میں

سزا قدم وہ جلتی ہوا آف روی کمال شمع
فروت میں دل جلایا ہے ہنے مثال شمع
پروانہ جسطرح رہتا ہے محو جمال شمع
فانوس میں چھپی بسبب انفعال شمع

پروانہ کو ہوش ہوا اگر وصل یار کی
اعظم سے سیکرہ لیگا وہ طرز وصال شمع

سادہ فظ ع

۷۰ دایف داغ

ورنہ قسمت کو لگتا تھا داغ	انکے آنے سے دل ہوا ہے داغ
ورنہ قسمت کا گل ہوا تھا داغ	روغن زندگی دیا تم نے
بن گیا ہے جمال یار ہوا داغ	کیا اندھیرا تمام گھر میں تھا
آنے لگا کار یا جو اپنے سراغ	روز و شب کا ٹھکانا میرا بنا

اپنے اعظم کو وہ دیا ہے عروج
عرش اعظم پہ چڑھ گیا ہوا داغ

۷۱ دایف ف

سینہ گھائل کی طرف اور خون سا گل کی طرف	تیغ قاتل کی طرف اور چشم قاتل کی طرف
دم نکلتا ایک طرف وہ سوخ قاتل کی طرف	یا تڑپتے کی طرف اور دھڑکتا پتا کی طرف
شور طوفاں کی طرف اور سنگ ساحل کی طرف	شور عاشق کی طرف بے رحم قاتل کی طرف
عشاق بیدل کی طرف جلا د قاتل کی طرف	فکر مرنے کی جو کرتا ہوں تو دل کہتا ہے یہ

کہتے ہیں یہ بند بند اعظم و داغ ہونیکے وقت
سر کی طرف پار کی طرف جان کی طرف دل کی طرف

۷۲ دایف ف

کہیں سے موت ہی آئے ہو بلا ک فراق	ابھی کوئی نہ ہو یا رہتا ہے فراق
وہ کون ہے کہ جو دکھا دیا جزا ک فراق	کہ ہر کو جاؤں کہوں کس سے حال دل اپنا
ابھی تو ہی کہیں سن کے دوسرا سے فراق	بچے تو ہجر کے غم نے جلا کے مارا ہے
مجھ ہی کو کیا میری ماں نے جناب سے فراق	کہاں فراق کہاں میں کہاں یہ غم و الم
بکھیر بالوں کو لے لوں میں جاں بہا فراق	کہیں سے تو کروں ایک دم میں کام تمام
سفر کی مار سے بدتر ہے گا ہر گاہ فراق	تڑپنا ٹوٹنا رونا و گنا ہے خوش ہونا

جو واع عشق دیا مجھ کو تو نے اے پیارے
غریباً جزو سکیں خراب اعظم نے

تورات دن نہ کہوں کس طرح سے ہا فراق
گزارے ہجر کے ایام کر کے ہا فراق

فراق یار کا دید و قریب کو اعظم +
کہ خون چپکیگا آنکھوں سے کرتے ہا فراق

۱۰ دیفک

مرضِ غم کی تم شفا ہو غوثِ پاک
بن اجابت کے دعا پیرتی نہیں
امتِ عاصی کی ہو پشتِ پناہ
کشتیِ اُمت کو تو ہی پار کر
دور ہو ریخ و الم، ہجر و فراق
ساری اُمت کا معطر ہے دماغ
ساری اُمت پر خطا ہے پُر قصور
ساری اُمت کی دعائیں ہوں قبول
ہادی در ہر شریعت آپ ہو
کیوں نہ ہویں پاک سب ترمیم مرید
پر تو اتیرا وہ عالم میں ہے پُر

در دہجراں کی دوا ہو غوثِ پاک
بے شبہ حق کی رضا ہو غوثِ پاک
جان محبوب خدا ہو غوثِ پاک
ہے گراں غم نا خدا ہو غوثِ پاک
عاشقوں کے مدعا ہو غوثِ پاک
باغِ احمد کی ہوا ہو غوثِ پاک
بخشوا دو جو خطا ہو غوثِ پاک
غم تو ایک بابِ دعا ہو غوثِ پاک
اور امام و پیشوا ہو غوثِ پاک
جبکہ غم ہادی ہوا ہو غوثِ پاک
نور احمد کی ضیا ہو غوثِ پاک

نام اعظم غوثِ الاعظم میں ملا
پہر نہ کیوں فضل خدا ہو غوثِ پاک

پہنچایا مجھے عشق نے اُس ہو کے مکان تک
ہرگز نہ مٹے نقش صنم صفحہ دل سے
ہر ہر گز بیشہ سوز ہی جاری ہو کلمہ

پہنچانے فرشتوں کا جہاں وہم گمان تک
مٹجائے مراد ہر سے گو نام و نشان تک
تو پاک ہو تو پاک ہو فاصر ہے زبان تک

بجھ میں میری معشوق میں ایک راز نہاں ہے	پہنچے کوئی کس طرح میرے عشق نہاں تک
عقد کر دیئے سب کھول میرے دل کے انہوں نے	پر عقل یہ بیان کر نہ عرف آیا نہ باں تک
ہونٹ اپنی لپے ہی نہیں گویا زباں بند	پر گونج ہے نالہ کی زمیں اور زمان تک

آفت نہ کہی دہر فنا سے تو رکھ عظم
پہنچا کے رہی گی یہ روش باغ جنان تک

دایم ہی کوشش ہو کہ زندہ ہوں جہاں تک	ایک بار پہنچ جاؤں میں اس جان جہاں تک
بی آج جو زائد نے غم عشق غٹا غٹ	پہنچا ہے یہ کس طرح میرے سیر مغاں تک
صد بار قضا نے مجھے ڈھونڈا تو نہ پایا	کچھ ضعف سے پہنچا ہے میرا حال یہاں تک
مقتل میں ٹپتے رہے عشاق ہزاروں	کہنچو ہوئی دیکھی نہ کبھی تیرو کماں تک
فرقت میں کیسی جو جلا میرا کلیجا	یہ لعل بدخشاں ہی نہیں آئیں ہواں تک
جھوٹا تیرا وعدہ کبھی سچا نہیں ہوتا	ترپے کوئی فرقت میں شب روز کہاں تک
شدت تب فرقت ہو بڑا ضعف یہاں تک	شکوہ کبھی آیا میرے دل سے زباں تک

اے باد سحر کھول دے غنچہ میرے دل کا
سرستہ یہ غنچہ رہی عظم کا کہان تک

تصور سے کروں دل شاد کب تک	کرو گے گھر میرا آباد کب تک
میرا کاشا نہ کر رشک گلستاں	تغافل او ستم ایجاد کب تک
پہروں بتخانہ اودیر و حرم میں	بگولہ کی طرح بر باد کب تک
تمہاری یاد ہے یادِ الہی	نہ ملنے سے رہوں ناشاد کب تک
نئی بیداد ہو ایجاد کرتے	یہ ہر دم کی نئی ایجاد کب تک
یہ گر یہ موم کر دیتا ہے دلو	رہے گا دل ترا فواد کب تک
فقط ایک دل تھا وہ بھی لپے چکا ہو	نئے طوروں سے یہ بیداد کب تک

مدینہ میں بلالو ہند سے اب
اجل آ آ کے پہر جاتی ہے اگر
یہاں ذکر کو ذکر نہ رہوے
کبھی تو روضہ اقدس دیکھا دو
یہ اعظم ہے تمہارا ایک اونے

کرو نگار تات دن فریاد کب تک
خدا جانے میری ہو یاد کب تک
ہنا مذکور تو پہر یاد کب تک
رہیگا ہند میں آباؤ کب تک
بتاؤ تو کرو گے شاد کب تک

مادیف گ

وست و فدا و یا فدا عضو صدر الگ
میں ہوں فدا ہوئے یار بلکہ ہیں اور بھی بہت
میں ہی فدا ہوا تو کیا اسکے میں قصہ تو اور بھی
باغوں میں جا کے دیکھ لو سبز و لالہ ہر فدا

بند قبا جہا جدا تا بہ کمر الگ الگ
دیدہ و دل جدا جدا جان جگر الگ الگ
زہرہ فدا جدا ہوئی شمس و قمر الگ الگ
سنبل و گل جدا جدا برگ و شجر الگ الگ

اعظم تفتہ نیم جاں اپنی فدا ہی بیگیاں
حور و پیری جدا جدا جن بشر الگ الگ

مادیف ل

نہیں بھید دل کا چھپانیکے قابل
تو رکھ پاس انفاس کا پاس ہر دم
تو کر دل کو بیدار ذکر جلی سے
غم ذکر مولا تو کھایا کیا کر

یہ راز دلی ہے جتانے کے قابل
یہ ہمد نہیں دم چرانیکے قابل
یہ مہاں نہیں ہر سلا نیکے قابل
غم ذکر مولا سے کھانیکے قابل

دریاک احمد یہ اعظم جلو بھی
یہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل

یہ سر ہے اسی آستانہ کے قابل
یہ مردہ ہی تیرے جلانے کے قابل

نہیں غیر در سر جبکانے کے قابل
مسیحانی لازم تجھ ہی کو ہر صابر

ترا آستانہ ہی بیت المحرم ہے
لگا تے ہی دل اُس بت نہ لگانے

یہ سر ہے ترے آستانہ کے قابل
نہ رکھا نہیں آنے جانیکے قابل

قیامت میں یار بیکے بخش دیجو
یہ اعظم نہیں منہ دکھانیکے قابل

نہیں اپنا دل لگانیکے قابل
رکھو شغل ایسے کا ہر دم پیار سے
ہمیں فکر ہو کیوں نہ تنزیج ہر دم
رکھو شغل ہر وقت ذاتِ محبت کا
درِ غیر پر کیوں جھکاتا ہے سر کو

ہے پردہ دوی کا اٹھانیکے قابل
ہے آتش وجودی جلا نیکے قابل
اشارہ ہی ہوتا ہے کے قابل
ہے یہ فکر ہر دم جانے کے قابل
یہ سر ہے اُسی آستانہ کے قابل

لقنور میں مرشد کے کہتا ہے اعظم
ہے یہ ولولہ سر اٹھانیکے قابل

۷ دینا میم

لطف جو پاتے ہیں ہر دم غرور و حدت ہم
صانع قدرت نے ڈالہ انکو پتلا نور کا
لے ہی پہنچا گدا در صابر پر اپنا ذوق شوق
خاک کلر کو شرفِ حینت لانا واپس
دل ہی دلیں لطف آتا ہی خیالِ یار کا
علوہ جانان وحدت کے ہو جب ہم اسیر
کلمہ طیب باں پر گاہ گہ لب پر درود
حکم جیٹ پیمبر کو برائے امر و نہ
خود خدائے کی زباں میر کو گویا عطا

مست اور مدہوش ہیں کی مئی الفت ہم
ہو گئے حیران و ششدر صانع قدرت ہم
عمر اپنی کو بسر کرتے ہیں کیفیت سے ہم
کس لئے راحت طلب ہوں گلشنِ حینت ہم
ہو گئے سیرِ باب دیدار کے شربت ہم
ہو گئے آزاد مطلق ہر قمر طلعت سے ہم
آخرت میں جائیں گے اس شانِ شوکت ہم
ہو گئے تائبِ مہربانی حکم کی ہشت ہم
اسم اعظم ورد کرتے ہیں اسی کبریت ہم

گھر سے باہر نکلے ہیں جو آج اس وقت سے ہم
 بخودی نے آکے جیسے دلیں اپنا گھر کیا
 گریہ و نالہ کہاں تک اس جنوں میں ہم کر لیں
 طالع زور آور ہمارا ہے تو بیشک بے شبہ
 جب ایضاً محبت کے تغافل میں رہو
 کیا ستم تھنے کیا ہم کو وفا کی تہی امید
 دامن اعدا جو آیا ہا تھا اسکو تہام لو

دیکھنے لکھنے کے کب اس واوی غریب سے ہم
 کرو یا آزاد ہو کوچ گئے وحشت سے ہم
 بحرِ الفت میں بے جہل خستہ فرستے ہم
 پہنچ ہی جاؤ نیلے ایک ناپاک قسمت سے ہم
 ہاتھ اپنا دھو چکے اب جانکی صحت سے ہم
 دیکھتے ہر وقت ہیں فوسا و حشر سے ہم
 چاک پھر کرتے رہیں گے ٹھکر کر پھر فرستے ہم

اعظم بیاب کا کس طرح حال دل کہیں *

اس جگہ پر گونگ ہیں جب اپنی عظمت سے ہم

بیک نظارہ جاناں ہو جان تن دین ہم
 نقد و انچ جاناں پر کہ جس کے نور میں گئے
 قنایں کیا عالم کو نہیں دم بہر بہر سے ہے
 چہکتی بلبلیں گل پر نہیں بیکار گلشن میں
 ہمیں سے ہے تاشاوی جہاں و رہم تاشائی
 شکایت کچھ نہیں بندہ جو حق ہو کجہرین

فلک ہم زہرہ ہم خورشید مہ گردان و شن ہم
 قطب ہم غوث ہم ابدال ہم شہ زور رن ہم
 خزاں ہم خار ہم خس ہم خس خاشاک خن ہم
 چمن ہم باغ ہم گلزار ہم گلچین و گلشن ہم
 جواں ہم پیر ہم نادان ہم ہم مرد و مخزن ہم
 ہیں انچ آپ باطن ہم اور اپنی آپ باتن ہم

غزل تو نے کہی ہو خوب و اعظم مبارک ہو

رباعی ہم غزل ہم شعر ہم مضمون حسن ہم

ز عشقت بیقرارم باکہ گویم
 ندارم جز لقایت ہیج چیز کے
 بچہ اہم شو خدا را جلوہ آرا +
 نہ دل دارم نہ جہاں دارم نہ تن ہم

ز سیرت حال زارم باکہ گویم
 بحسنت سازگارم باکہ گویم
 پریشاں روزگارم باکہ گویم
 ہمیں یکسر کہ دارم باکہ گویم

ہاں غم گر عیا غم روبرو یلم
خدا یم سایہ ات بادہ دوا می
خوشا صورت کہ باشد روبرو یم
اجازت گرد ہی محفل سماع را
بہ وحدت ہر چہ گویم وحدت نہ

ز جہلت شرم سارم با کہ گویم
بجز تو خوار خوارم با کہ گویم
ز حیرت شرم سارم با کہ گویم
مریدم جاں نثارم با کہ گویم
بہ وحدت کامگارم با کہ گویم

حکیم عظیم قدرت اے نگارے

نگار را داغ دارم با کہ گویم

کادلفن

ہے کیف جو کچھ قبل فنا مجھ کو فنا میں
آنے کی خبر سن کے ہوئی ایسی کچھ حالت
آنکھوں سے وہ دیکھی ہے بہار ورجان
لے بھی عیادت کو جو وہ غیر کے ہمراہ
حوروں نے تری آنکھ کی چتون کو جو کچھ

وہ لطف کہاں خضر کو ہر آب بقا میں
پھولانہ سما یا تن زار اپنی قبتا میں
فرحت نہ ملیگی کبھی جنت کی فضا میں
کیا پاس وفا ہے کہ جفا بھی ہے وفا میں
حیران ہوئیں وہ گئیں شرم و حیا میں

پریوں کے اڑے ہوئے تری آنکھ کے آنکھیں

تاثر ہے اعظم کی نگہ ہوش رُبا میں

جان اور بلا میں ہے تو تن اور بلا میں
زندہ ہو کر جن اور بشر جبکہ کہا تم
عاشق کا اوتہ ہے زلف میں پھینا ہی پانی
کیونکر نہ فدا جان کر بلبل شیدا
عاشق کا کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا
وہ چال تہونگی ہو کہ پا مال جہان ہو

دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں
اعجاز ہے عیسے سے سوا آنکھی دعا میں
آزاد جو ہیں وہ ہیں گرفتار بلا میں
پیدا ہے شمیم اُس گل رستا کی ضیا میں
شراب بھی اگر کھولے دو آب بقا میں
تاثر خدا داوہی نقش کف پا میں

جان بی فدا کر دے محمدیے تو اعظم
اُسکو ہی بقا جو کہ اس بحر فنا میں

نہیں کچھ حال کہلتا ہی میں کیا ہوں کیسا ہوں
حیادت کے لئے آتے ہو تو آجاؤ جلدی سے
مقام عشق کی نیزگیوں نے رنگ دکھلایا
نہیں دلیں جگہ سیر کسی گلرو کی دہاناں
ہی ہیں نگر کی آنکھیں ضیا برفی جاناں سے
ہجوم شوق نے بدلا ہے میرا ملت و مذہب
بنایا مرے مرشد کے تصور مجھے یکتا
بچھیرو مجھ کو صحن بارگاہ شاہ کلیر میں
بنادست جاناں شہمست دگوں سے میں کچھ ایسا

نہیں معلوم دانا ہوں نہیں معلوم دانا ہوں
وگرنہ میں ہی جان بی غم فرقت میں کہتا ہوں
خدا کی بندگی کرتا ہوں ل سے تیرا شیدا ہوں
میں جاناں تیرا عاشق ہوں میں دن بھر پڑتا ہوں
نظر آتا نہیں مجھ کو میں بنا آپ پر دانا ہوں
ملوں کیونکر نہ میں سب سے جس دہی اُسکا میل ہوں
میں خود خواجہ کی صورت ہوں یا صابر کا نقشا ہوں
کھڑا وضعہ کہ نکلتا ہوں میں مجرور کی بیا ہوں
شراب اف ہی میں ساغر زگس سے پیتا ہوں

بسا اعظم کی آنکھوں میں جو جلوہ حسن صابر کا
تو بولی آنکھ کی تیلی میں نوار و سکے تھلا ہوں

جہنم کا مجھے کیا ڈر میں سوز غم میں جلتا ہوں
تری باتیں سنو دغا جسے جنت کی خوشی ہو
نہیں مجھ پر میں ذرا حالت فقط ایک دم شمار ہی ہو
میں عاشق ہی خود اپنا ہوں زل سے عشق اپنا
وہ بولے دیکھ کر آنکھوں میں سیر حسن پیکر کو
نہ لے سیر قدم دشت تو دشت پاک کلیر میں

مجھے کیا کام جنت سے میں جاناں تیرا شیدا ہوں
مجھے کیا کام جنت کے کیکا میں تو شیدا ہوں
بائیں آئینہ جیتا ہوں کہ دم جاناں کا بہتر ہوں
قہار ہو گا تو اپنی میں پہر ہی آپ جیتا ہوں
میں اس آنکھوں بے قہر ہوں میں سیر پیکر کا شیدا ہوں
میں اس صورت کا شیدا ہوں میں اس قدر مر ہوں

تمام عالم میں میرا چہرہ کہ اعظم اس پر مرتا ہے
میں اس لعل کہاں جنت اس پر کہ مرتا ہوں

ڈروں کیوں تارِ دوخ سے میں غم میں
کوئی شیدا ہر لیلی پر کوئی شیریں و عذرا پر
میری آنکھوں میں اپنا عکس پر کچھ کر بولے
شبِ عشرت نقابِ دلہی تو بولا خاطر مضطر

مجھے کیا کام حُبّت سے میں غلہ دلیں تہا ہوں
میں اپنا آپ عاشق ہوں میں اپنا آپ شیدا ہوں
بلا شک ہر طلعت ہوں مقررہ سیا ہوں
میں اس صورت پہ مرا ہوں پری بیکر کا شیدا ہوں

نہ کیوں ہوں نعمتِ زاہدے غم ہوں مطربِ عشق کا عظم
نہ کیوں معبودِ آفت ہوں درصا پر کا بندہ ہوں

تہا ہوں بلا بچہ مجھ میں بے سہارا ہوں
میری آنکھوں میں جلوہ حسن احمد کا سما یا ہے
خدا کے واسطے جانناں خبرِ جلدی سے لے لینا
حیات و موت کی ہے سر سازی بشتِ شیرین
تجلی نور کی بیگم نورِ دل پہ پڑتی ہے
عجب کلیر تاشہ گاہ اور نیزنگ قدرت ہے
میں ایسا ہی نہیں ساقی بیوں بدست ہوں
ہے عرش پاک دل میرا نیزنگ غم و جہہ اللہ

تہا ہوں تہا ہوں تہا ہوں تہا ہوں
کبھی میں خود تاشانی کبھی میں خود تاشا ہوں
تہا روی پہ شیدا ہوں تہا روی ہی یہ مرا ہوں
کبھی دم بہر میں مرا ہوں کبھی دم بہر میں جفا ہوں
فقر صابری ہوں مست صہبائے تجلے ہوں
تاشا تو عجب یہ کہ نیزنگی تاشا ہوں
شراب شوق پیا ہوں لے ہوشیار پہرا ہوں
میں لے رو عفتی ہوں گر چہ وہ بدینا ہوں

نہیں رہتی تری حالت کبھی ایک حال پر عظم
کبھی کہتا قطرہ ہوں کبھی کہتا دریا ہوں

دل میرا ہی مضبوط ہر ایک جو رخصا میں
وہ ناز وہ انداز وہ غمزہ میں شوخیں
آسان نہیں منزل محبوب میں چلنا
وہ گل مجھ گلزارِ رم میں نے یارو
کیا چال تہا روی عقیامت کا نمونہ

ہے بندہ عظم تر السلیم و رضا میں
یہ بات یہ نہیں پر یونگی ادا میں
یہ راہ وہ ہی چرتے ہیں چہا لے کفِ پای میں
گرا ہوں مناجات میں درگاہِ خدا میں
عالم تہ و بالا کیا ایک لغزش پا میں

وہ دلیں سائی ہوئے در جاناں
میں جسے ملا کرتا ہوں اپنا سا اُسے میں
جو چاہیں سزا دیں کہ گنہگار ہے اُن کا
وہ دلیں تپ عشق کی بہر کی ہے حرارت

رضواں کو جو ممکن نہیں جنت کی ہوا میں
یہ رنگ ہو دلیں میری بارگِ حنا میں
مٹھی میں ہے وہ چور جو تھا برگِ حنا میں
سو کھانہ پسینا کبھی چاڑھے کی ہوا میں

وعدہ کیا اس نے ملاقات کا اعظم
جتیا ہوں اسی واسطے آمیدِ وفا میں

نہاں ہیں جلوہ معنی اگر نیرنگِ قدرت میں
لبِ شیریں جاناں کی صلاوت پوچھتے کیا ہو
سایا میری آنکھوں میں تماشا جب کے خواب کا
تصور طاقِ ابرو کا میری آنکھوں میں ہوتا ہے
سنہری رنگِ رخ اُنکا یہاں ہے زعفرانی رنگ
کہنچا میری آنکھوں میں نقشہ تیری صورت کا
مجھے عریانی تن کا ہو غافل کس لئے دھڑکا
ناک جن بشر آتے ہیں روضہ پر تر کر صابر
ہزاروں کوس کے کلیر جو آتے ہیں زیارت کو
ہے پہلی تری آنکھوں کی ہو تیلہ نور وحدت کا
رسول حقِ ناکا قولِ حبِ الفقہ و فخری ہو
ہمارے دلیں کلمہ گناہ ہیں کس حقیقت میں

عیانِ بر شانِ یزدانی تو نیکی خوب تر میں
نہ لذت ہو وہ شربت میں شربت کی علاوت میں
ہمیشہ قلب میرا غوطہ زن ہو بحرِ حیرت میں
صلوۃ العشق پر تنہا ہوں کھڑا بیتِ لعباد میں
وہاں رنگِ عشرت میں یہاں رنگِ فرقت میں
کہ ہر پیکرِ ہستی کا نقشہ تیری صورت میں
یہ جوڑو قدرتی آیا ہو تیری ساتھ خلقت میں
ہے تیری فیض کا ایک بحر جاری بزمِ کثرت میں
خدا نے بھر دیے ہیں صبر کے انوار تربت میں
چھپا ہوا آبِ حیاں دیکھ لو یہ عینِ طلعت میں
تو کیوں نعرہ مارے فخر کے ہم کاغذِ دست میں
رہا کرتے ہیں تات اور دن اسکی ہی حفاظت میں

ترے دلیں جو ہو عظمیہ و اعانت صابر
برنگِ شمع ہو گا جلوہ زرا پہلو ہی تربت میں

مجھے خلوت ہی حاصل ہو رہا یوانِ جلوت
تماشا دیکھتا رہتا ہوں میں کثرت کا وحدت میں

یہ کہتا چلبلا پن تم ہی کہہ دو انکی عادت میں
یہ دولت علم کی وہ ہے کہ ہرگز کم نہیں جاتی
مجھے تردانی کے پردہ پوشی کی ہو کیوں پروا
سمایا اس میں جلوہ ہے خدا کی شان وحدت کا
پسند گرا گیا ہر دل تو اسکو نذر میں لے لو
تصویر تری تصویر کے بے خود کیا ایسا
ہمارے لیے حجت معرفت کا حسن محکم ہے
میں انرا آبلہ پاکو وقف خار کردوں گا

چکنی ہر شہرت جیسی ہر حرف شکایت میں
کرو جی چاہی جتنا صرف اسکو ملک ملت میں
کہ ہر دم غوطہ زن عھداں میں یہ بحر رحمت میں
ہر رنگ فرش میں چمن دز میں اس کی وسعت
یہ ایسا مال ہی کیا ہے جو ہو کار قیمت میں
میں حیلوں ہوں کہ سکھنے میں نیرنگ حیرت میں
لطیفے ساز رہتے ہیں اسکی ہی حمایت میں
اکہی گر لکھا ہے جوش و شہت میری قسمت

حیات چند روزہ جب ہے دست موت میں عظم
نہ کیوں ہی رہ کر میں خلاص سے چراغ طاعت میں

محمد حبیب شفیق اپنی ہو کر روز قیامت میں
دہان منہ پر شکایت ہر یہاں لب و عائن میں
تری تصویر کی صورت میری آنکھوں کی تیلی ہے
ہجوم ہاس نا کامی کا کیوں سر پہ نہو سپہرہ
زبان کو روک لے عظم زیادہ گو نہیں اچھا

خطر بھر کیوں ہے ہلو گناہوں کی شفاعت میں
میری الفت کو دیکھو تم ذرا اپنی عداوت میں
نہ کیوں کہہ میں کہوں پہر نہ ہر دم بزم عزت میں
وہ رخصت مجھ سے ہوتے ہیں دم میرا رخصت میں
کہیں ایسا نہ ہو شاید کہ عرفان مجھت میں

عزیز بکر رحمت حضرت خواجہ ہوں یا اللہ
کہ رہتے ہیں کمر بستہ وہ اعظم کی حمایت میں

جمال مصطفیٰ کا دیکھتا ہوں جلوہ وحدت میں
ہجوم عالم کا روضہ پر مری ہو گا پس مرگ
ملک جن بشر آتے ہیں روضہ پر تیری صابر
تری تصویر اے جانان نقش ہے میرے دل میں

اسی باعث ہے جلوہ عرش کے ہیں میری تربت میں
ملا یک بھر رہی ہیں نور وحدت میری تربت میں
تیرا فیض جاری ہے نہ کم ہو گا حقیقت میں
میں بیٹھا گو ہوں کثرت میں مگر دل ہے یہ

میں کلمت کا پڑھتا ہوں کھڑا محراب میں قدم دوزخ میں پایاں دانتا ہر میرا جنت میں

و طیفہ نام صابر کا ترکیب ہے عظم +

تیرا حامی وہ مولا ہے گناہ میں کس حقیقت میں

زخم دل ہم آہن تھکر کو دکھا سکتے نہیں
ماہی بے آب ہر سیاب سا ہے بقرار
چشم گریاں سینہ بریاں ل پرشیاں کیا کروں
تا تو انی نے ہمیں کزورایا کر دیا -

عرب حسن یار کچھ کہنے نہیں دیتا ہمیں
سرمہ کی مانند چشم یار میں ہر جامیری
زادہ خشک پوری انجام میں بخیر
انکی محفل میں ہا کرنا ہے غیروں کا نجوم
بات کر نیو زباں دی کان سننے کو دینے
فرض حسب پیر شفاعت ہم گنہگاروں کی ہر

آپ جاسکتے نہیں اسکو بلا سکتے نہیں
پر دل مفطر کی بے چینی دکھا سکتے نہیں
ایسی بے رونق جگہ اسکو بلا سکتے نہیں
ضعف سے ہم بار کوہ غم اٹھا سکتے نہیں

ہا کرنا حال دل اسکو سننا سکتے نہیں
انکی نظروں سے مجھے دامن گرا سکتے نہیں
راہ حق کی وہ ہمیں ہرگز بٹا سکتے نہیں
ہم کو وہ بیباک پاس انہی بٹھا سکتے نہیں
اُسکے احسان پر دل سے ہم بٹھا سکتے ہیں
وہ قیامت میں ہمیں اسی بٹھا سکتے نہیں

عظم خستہ جگر بتایاں کس سے کہے +

بات کا بھی بوجھ کان اُنکے اٹھا سکتے نہیں

بلائے کا بھی اُسکے یارا نہیں
کرے حمد باری قلم کیا جمال +
مجھے دیکھ کسمٹی افسار یہ تھا
رقیبوں سے ہر وقت صحبت رہے
پھلتے ملتے رگڑتے ہو دل
کئے جو ستم اُس نے میں نے سہے

مرا بے ملے ہی گزارہ نہیں +
زبان قلم کو یہ یارا نہیں +
ابھی ہنسنے جوین اُبھارا نہیں
گر کچھ سے ملنا گوارہ نہیں
یہ دل ہے کوئی سنگ خارا نہیں
یہ میرا ہی دل تھا کہ ہارا نہیں

میرا ہی تو دل لوجہ ہی سو کہو ۰
 مے عشق سے میں وہ سرشار ہوں
 یہ کہتا ہے داغظ نہ پینا شراب
 جو صورت دکھاو تو احسان ہے
 صفیں لاکھوں مقتل میں گھائل ہوئیں
 قیامت میں جس بت سے کہہ دو گامیں
 عجب کر گئی کام تیغ نگاہ
 مضامین دل کے جو چاہو لکھو

متہارا نہیں ہی متہارا نہیں ۰
 کہ ترشی سے جس کا اوتارا نہیں
 یہاں بے پیے ہی گزارا نہیں
 وگرنہ ہمارا اجارہ نہیں ۰
 کنکھیوں سے دیکھا تہانارا نہیں
 ترے بن کیسا سہارا نہیں ۰
 پھر کتا ہی چھوڑا ہے مارا نہیں
 زمین سخن پر اجارہ نہیں

بس اعظم تری شاعر شعاری دیکھ گی
 زمین سخن پر اجارہ نہیں

حسرتوں کے ہیں یہ آلے کاسہ ہا کس نہیں
 آج وہ نیرنگ خوبی۔ مائی اپو گھر نہیں
 کوئی اتنے کب چکلتا ہو اُسکے رو برو
 ایک ہر چشم زدن میں کر دے لاکھوں حلال
 ایک جان ناتوان تھی وہ بھی تلو دیکھا
 وہ تیرے جو چاہیں کریں ہم پر دام
 ہے عنایت اس خدا کی اس نے جو چاہا دیا
 بیسی ابرو اور آنکھیں انکی کہتی کاٹ تھی
 دیکھئے تو مجھ پر چشم نگاہ یار کا
 کس بہرہ پر بلاؤں شاید کلفام کو
 دل دیا اور جان دی ایمان اپنا دے دیا

یاس کے بریں۔ سو اسکے کوئی دلبر نہیں
 پردہ ناموس غم کا کوئی پردہ در نہیں
 ہے پدم اسکے چکلتا پاؤ نہیں اختر نہیں
 تیغ براں آنکھ ہو اسکی کوئی خنجر نہیں
 آپ سے لے مہرباں یہ باوقا باہر نہیں
 یاس حراں ہو۔ ہمارا وہ دل مضطر نہیں
 اُسکے انعاموں کے لایق اپنی یہ چادر نہیں
 کاٹ میں اسکی برابر تیغ یا خنجر نہیں
 کاٹ ڈالا اسے پاتک پہرہ و پیکر نہیں
 مے نہیں شیشہ نہیں سانی نہیں سانہ نہیں
 کیا کروں افسوس اس پر ہی انہیں باور نہیں

کیا کوئی اسباب دولت جمع کر کے ہو امیر
 اسکے در کی جہ پائی کا جو ہے داغ جبین
 دیکھیا تیغ نگہ کی آپ وینا اور کو
 دل میرا ایک آئینہ ہر اسمیں ہے دنیا کی سر
 لے شفیع روز محشر لے حبیب کبریا
 دستِ الفت نے بہت ہوڈمانہ ہاتھ آئی کھر
 جہوم تے پیرتے ہیں کیا کیا مست صہبا لقا

نظر

دار فانی ایک سرا ہے یہ کیسا گہر نہیں
 ایسا تاباں روز محشر طالع شہر نہیں
 سرفدا کر نیو ہر کھتے چہیا کر سر نہیں
 ضرب سے صاف ہوگا یہ کوئی پتھر نہیں
 المدد فی کل حال تم سوار ہر نہیں
 جو وہ ایک تار نظری جاوے نہ نظر نہیں
 چشم دے گوں کے سوا اٹکا کوئی ساغر نہیں

جو صفاتیں ہیں جہاں میں اُسکا یہ عظم بنا
 یہ وہ خوبی ہے کہ اس خوبی سے کچھ بہتر نہیں

کھلی ہر شان یزدانی بتوئی اچھی صورت میں
 جو جلوہ نور ازلی تھا وہ ہی ہوگا ابد میں ہی
 وہ ہی پیدا وہ ہی نہاں ہی ظاہر ہی طن
 نہ ہوتا عشق اگر پیدا نہ ہوتے یہ حسین پیدا
 نہ ہوتا نور اگر پیدا نہ ہوتے یہ کہی ہرگز
 خدا نے جب کیا پیدا محمد کو زمانہ میں
 خدا خود ہی ہوا شیدائے رخ احمد کے جلوہ پر
 خدا نے نورِ احدث رکھا نور محمد میں
 ہوا ہر شیخ کیوں ہمراہ تو اپنی راہ لے سید ہی

وہ ہی ہر ذات لاثانی بتوئی اچھی صورت میں
 عیاں ہر جلوہ معنی بتوئی اچھی صورت میں
 وہ ہی ہر مہر صدائی بتوئی اچھی صورت میں
 کھلے اسرار بانی بتوئی اچھی صورت میں
 عیاں ہر نور وحدانی بتوئی اچھی صورت میں
 کھلی تب شان نورانی بتوئی اچھی صورت میں
 نہاں صلوٰۃ ہے یعنی بتوئی اچھی صورت میں
 وہ ہی ہر ذات وحدانی بتوئی اچھی صورت میں
 ملیک سخت حیرانی بتوئی اچھی صورت میں

یہ حصہ زند عظم ملیکا کب مجھے زاہد
 ہے لطیف نور سبحانی بتوئی اچھی صورت میں

منظور نظر حضرت جانا نہ ہوا ہوں ا | بس ایک نگہ ناز کا مستانہ ہوا ہوں

مستانہ ہوا یا کہ میں دیوانہ ہوا ہوں مر کر جو ہوا خاک کھاروں کے لگا ہاتھ دل میں جو ہو معشوق حقیقی کی گزر گاہ الہ کا گھر مینے ہر ایک جائے شناسے اُس بجز حقیقی کی صدف میں جو پلا ہوں	ان باتوں سے کیا عاشق جانا ہوا ہوں صد شکر کہ اُس لب میں پیانہ ہوا ہوں اس واسطے میں مالک کل خانہ ہوا ہوں مسجد سے نکل ساکن تجا نہ ہوا ہوں صحبت سے میں اُس کان کے دردانہ ہوا ہوں
---	--

اعظم کی طرح عشق میں غلبا تھا مجھ پر
اس واسطے اُس شمع پر پردانہ ہوا ہوں

خدا سے صدایہ دعا چاہتا ہوں تو بے انتہا عشق دے اپنا یا رب ذرا سا تو دل ہے مگر دیکھو وسعت خدا نے کیا تجھ کو بے بیم احمد	فنا ہو چکی اب بقا چاہتا ہوں میرا حوصلہ دیکھ کیا چاہتا ہوں خدا کا خزانہ لیا چاہتا ہوں بنا اُستی میں بنا چاہتا ہوں
--	---

شہنشاہوں کا شاہ اعظم ہے شاہ
میں بندہ ہی تیرا بنا چاہتا ہوں

اگر تو نے میں ملا چاہتا ہوں ابھی گرنے آئے تو کب آؤ گے تم سب نبھا لو مجھے دیکھو پچتاؤ گے تم دم آخری میں تو تشریف لاؤ نہ یہ چاہتا ہوں نہ وہ چاہتا ہوں جو دکھلاؤ صورت تو یہ ہی گرامت میری زندگی رو برو تیرے مرنا خدا نے بنایا تجھے غوث الاعظم	نہیں تو فنا ہی ہوا چاہتا ہوں دم آخری ہوں مرا چاہتا ہوں لب بام سے اب گرا چاہتا ہوں حیات ابد کی عطا چاہتا ہوں خوشی دل سے جو ہو عطا چاہتا ہوں میں مردہ ہوں زندہ ہوا چاہتا ہوں جہنم کچھک میں مرا چاہتا ہوں ترا فیض اس لیا چاہتا ہوں
---	--

<p>خدا صبر دے تو لیا چاہتا ہوں یہ ہے ماہ قرباں تو کر محکوم قرباں میری جان پائمال کر غم نہیں ہے ادا میں ڈرائیں تو کچھہ ڈر نہیں ہے میری زندگی رو برو تیرے مرنا چلو اٹھ کے بیدر کو در در ہی ڈھونڈ رکھا شرب وعدہ وصل اپنا جو لینا ہے لیلو ابھی اہل محفل قسم کر گولے تجھے سرو قد کی</p>	<p>وگرنہ میں مردہ ہوا چاہتا ہوں ترہ صدقہ قرباں ہوا چاہتا ہوں مثال حنا کی پسلی چاہتا ہوں ڈرائے میں کیا ڈرا چاہتا ہوں جہلک دیکھ لوں پھر مرا چاہتا ہوں کہیں تو ملیگا ملا چاہتا ہوں تو پھر صبر کی انتہا چاہتا ہوں جراغ صحرا ہوں مجھیا چاہتا ہوں تو لے چل مدینہ چلا چاہتا ہوں</p>
--	--

رسائی کہاں بندہ اعظم کی یارب
ترافضل ہو تو ملا چاہتا ہوں

سادھف واو

<p>عم ذرا آگے سنبھالو عاشق دلگیر کو لاش پر لاشیں گریں عا شقوں کی کھنا وہ محبت کو چھپاتے ہیں کہ یہ ظاہر نہ ہو چاند سے لکڑے کو دیکھا ہے فلک خواتین ان تباہ سنگدل کو کچھ اثر ہوتا نہیں جو چڑھا ہو زور پر وہ ہی گرا ہو سر بل جب کلام اللہ سمجھتے ہیں کلام احمدی ان سے کہہ دو میر دلیں کے اپنا گھر کریں اسکی محبت عاشقوں سے ہو نہیں سکتی جدا</p>	<p>وہ نگاہ ناز کے کہاں ہو گئے تیر کو صحن مقتل میں اگر وہ کھینچ لے شمشیر کو کرتے ہیں بدنام میرے نالہ شبیر کو ہو زیارت کا تفاخر خواب کی تعمیر کو تو عبت کیوں کھینچتا ہو نالہ شبیر کو سر بل کرتے ہو دیکھا ہے بنے تیر کو قول پیغمبر سمجھتا ہوں میں قول پیر کو لاکے ضریوں سے کیا ہر صاف اس تعمیر کو تا بیج فرماں بنایا ہو میری تقدیر کو</p>
---	--

درد کی خاطر بنا ہے دل میرا لے دوستو

درد کو الٹو لیکھا درد ہی تعمیر کو

نہ تھے امت احمد میں اعظم کر دیا پیدائجہ
کیا ہی مولیٰ نے بنایا ہے میری تقدیر کو

مے گا کس طرح غنچہ سخن کو
لگی کھنٹے یہ سنبھل یا سمن سے
نہیں عزت ہماری اس چمن میں
سفر میں قید ہو زخمی جگر ہو
بنانا اور بڑبانا پھر مٹانا
الہی خاتمہ بالخیر کر دے
اوامے صابری ہیں سب نرالی
دعا میری نزد کجیو الہی

مقفل کر دیا اسکے دہن کو
کہ چوڑو باغ کو چلد و ختن کو
بڑے عزت جو چوڑ نیگے وطن کو
کرے دو کیوں نہ یاد اپنے وطن کو
یہی آتا ہے اس چرخ کھن کو
لئے ہوں بار عصیاں کج سخن کو
خدا تعالیٰ رکھے اس بانگین کو
میرا حامی تو کر شاہ زمین کو

کیا صابر نے بڑا پارا اعظم
جلا دوزخ سے میں باغ عدن کو

خدا کی یاد کا پانی دے کشت نوح جوانی کو
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
تہی بکرا و اول سے تورد بفکر سار کون
خدا نے کیا پیدا ہمیں دین محمد میں
وہ عالم کے دو سر چٹے یہ دو سیم محمد میں
میر و نکو ہوا مرانی فقیر و نکو ہو فقرانی
نہیں پروہ کوئی آنکھوں میں تیر و چونکھو تو
تھک سنا ز پیر جب سدا رہو نظر تیری

عنایت جان دنیا میں تو اپنی زندگانی کو
اُسکی یاد کر ہر دم جو چاہی جاودانی کو
نہ کچھ آفت بلا آوی لئے رہ شادمانی کو
بہلا دیں کس طرح تیری اس مہربانی کو
بہلا سمجھے کوئی کیونکر خدا کی نقطہ دانی کو
علاؤ الدین سے رتبہ ملا ہے کامرانی کو
جو دیکھے گا تو پائیگا سبھی راز نہانی کو
تو پھر رگزن نہ ڈھونڈے گا کبھی اس نمانی کو

دو عالم کے ذخیرے سب ہیں جو ہیں سارے

یترے دلمیں خزانے ہیں کہونا پانی کو

فتا ہر لحظہ رہتی ہر کھڑی سر پر ہے عظم

تو چل دربار صابر میں بہکاؤ علم دانی کو

جن ہاتھوں میں ہو وکالت کی تیسرا ساتھ اسکا تو چھو

سرمد سرمد کھنا خامی ہو اور خدائی کامی ہے

جیشان اعداؤں میں رہا جس کا حسن پائے

اول صابر شان عالی ہو اس پیرت سر والی ہو

جب تو بخودہ نور احمد پھر بیج ہر گ سرمد ہو

ساکت عاقل کامل ہو کامل سالک داخل انی ہو

جب سن دہ معنی قرآن تب پڑھو کے لایق ابی ہو

جذبات بخودہ ات احمد سجود لائک مرقد ہو

عظم جسم خاکی والا ہے پر صدقہ مرشد سے وہ بالا ہے

تو ہی تو ہی جب سب مجھ میں ہو پھر کیوں جسم کی مٹی ہو

دیا کرتا ہو جو رونق چمن کو

جو عاقل اہل ثروت قدرداں ہیں

ارسی صیاد ظالم ڈر خدا سے

کئے روزن ہوا چہلنی کلیجہ

ترا آنا ہی گلگشت چمن میں

یہاں تک زخم دل کے رنگ لائے

چبا کر پان لاکھا تم جما لو

تری آنکھوں کی شوخی نے شکر

جوانی آنے دو شوخی تہا ری

سوال بوسہ کو ٹالا ادا سے

سینہ آگیا شرم و حیا سے

نہ آنکھوں کی یہ موم سے کمر سے

کرے کیوں یاد وہ رنج محن کو

جہاں میں ڈھونڈتے ہیں اہل فن کو

کہیں بیل نے چھوڑا ہے چمن کو

نہ رحم آیا بت ناوک فگن کو

دوبالا کر گیا آسکی بہن کو

مٹے ہیں خون کے تنے کفن کو

کہ ہو شرمندگی لالہ یمن کو

کیا ہو دشت میں وحشی ہرن کو

سکھا دیگی ہمیں اپنے پرن کو

نہ دی جنبش لب لعل چمن کو

لبالب بہر دیا چاہ ذوق کو

نہ سمجھاؤ زلف پر شکن کو

چکنا اور چکنا پھر بسانا ✽
 مگر ہے سوزِ اُلفت کا جو رشتہ
 دلایا شمع نے جلنا پھر چکنا ✽
 یہ سوزشِ شمع کی اُسیں کہاں ہے
 ایک پر ناز ہو گریا سمن کو
 یہ مثرہ لغت احمد کا ہے اعظم

فقط اتنی ملی خوبی سمن کو
 میسر وہ نہیں ہرگز سمن کو
 سمن کس طرح پہنچے اس حلین کو
 لئے پھرتی سمن ہے بانگین کو
 تو رکھتی شمع کا فوری ہر تن کو
 کہ موتی لگئے تیرے دہن کو

کدیف ہا

عشق کا جب ہے قیام ہے اسجگہ
 عشق نے جب کیا ہے دل میں گھر
 دین و دنیا کی نہ کچھ سہ بد رہی
 عشق صابر کی پیالی جب ہے پی
 ماہر و ساقی نہ ہو جب روبرو

دین و دنیا کو سلام ہے اسجگہ
 پیٹنا سر کا سلام ہے اسجگہ
 بت بنا جب سے الام ہے اسجگہ
 ہو گیا ترکِ کلام ہے اسجگہ
 مے کشی کرنا حرام ہے اسجگہ

صابری حبیب مرشد سے ملا
 بندہ اعظم غلام ہے اسجگہ

عشق صابر عشق خواجہ مقام اسجگہ
 طاق ابرو زلف بچاں میں گیا ہر دین و دال
 دید کے جب ہے ہوئے یہ دل کے اپو یا
 سیر ایسے باغلی کرنے گیا ہر مای دل

ہر دو عالم کا ذخیرہ اب تمام ہے اسجگہ
 دوصلے دو ہی مسجد ایک نام ہے اسجگہ
 نے رکوع و نے سجود نے قیام ہے اسجگہ
 تل بھی رکھنے کی نہیں جا کفرام ہے اسجگہ

شاہد عرفان دل نیا لیا اعظم علی
 جائز گفتن نے شققتن نے پیام اسجگہ

جمال حسن لائانی دکھا دو یار رسول اللہ
 تم اپنا اسکو شیدائی بنا دو یار رسول اللہ

خدا را جلوہ ربانی دکھا دو یا رسول اللہ	غبارِ اسوائتہ ہی اڑا دو یا رسول اللہ
میں اس کثرت میں حدت کا تماشہ دیکھ لوں	سیر آئینہ دل کو جلادو یا رسول اللہ
دکھا دو جلوہ انوار وحدت اپنی برکت سے	نقابِ ظلمتی موندہ سے اٹھا دو یا رسول اللہ

صلوٰۃ العشق میں دائم تیرا عظم رہی قائم
 وقار عشق کو اسکے بڑا دو یا رسول اللہ

ہدای

تیرے درگاہیں گدہوں کی میر صابر ولی	خوار خستہ ہو چکا ہوں کی میر صابر ولی
کون ہر تم بن ہمارا جو خیر لے لے شہا	در بدر ٹھبکا پھرا ہوں کی میر صابر ولی
اپنے ادنیٰ سے غلاموں میں مجھ کو قبول	بے درم بندہ ترا ہوں کی میر صابر ولی
چار سو کی فوج غم نے آگے گھیرا ہے مجھے	ششدر و حیراں کھڑا ہوں کی میر صابر ولی
راہِ مولا کی بتا اور خست دنیا سے بچا	بوجہ عھیاں میں باہوں کی میر صابر ولی
عاجز و مسکین غریب اعظم کی لوجہ دی خبر	لایق عفو و عطا ہوں کی میر صابر ولی
مے شراب معرفت مخمور ہو جس سے غریب	حوص دنیا میں گہرا ہوں کی میر صابر ولی
مے شراب بچو دی تا دور ہوں خطراتِ دل	دامِ شیطان میں پھنسا ہوں کی میر صابر ولی

اپنے نام پاک کا اعظم کو دید و فیض عام
 تیرے در پر آ پڑا ہوں کی میر صابر ولی

معتوق معشوقاں توئی محبوب محبوباں توئی	سراج معشوقاں توئی دلدارِ عشاقاں توئی
در چشم عاشق ہم توئی دردِ دل نشستہ ہم توئی	ہر جا کہ می بینم توئی و جانِ دیکھناں توئی
زحمت کہ می بینم توئی رحمت کہ می بینم توئی	وقت کہ گم گشتہ متو بیشک نا یاں آں توئی
من بندہ ام مولا توئی دانا و ہم بنیا توئی	بے دست بے پا گشتہ ام لجا و ہر حرماں توئی
مضغ با صورت توئی نقاش ہر صورت توئی	قسام ہر قسمت توئی مولود ہر ذیجاں توئی

سرواں سرداراں تویی دلدار دلداراں تویی | بر خستہ عظم نگراں شاہ و پشاناں تویی

اعظم غریب خستہ جاں بردار فتادہ سیم جاں
گوید بصد آہ و فغاں جاناں تویی جاناں تویی

مستشوق من مطلق بین جانم تویی جاناں تویی
چشم تویی گوشم تویی ہم روح جسم و جاں تویی
بس جا تویی آنجا تویی ہر جا کہ منہ بینم تویی
در وقت ہستم ہم تویی گزیت گشتم ہم تویی
ہر دم در آغوشم تویی وقت فراموشم تویی
یادم تویی یاد ام تویی قوال گویا ہم تویی
در شکل مادر ہم تویی رزاق بچہ ہم تویی

در دم تویی در جاں تویی در دم تویی دریاں تویی
تم تویی بکرم تویی گویا و ہم شنواں تویی
ظاہر تویی باطن تویی پیدا و ہم پناہاں تویی
آدم تویی عالم تویی ماواں ہر صراں تویی
من بندہ ام مولی تویی مقصودم رحما تویی
تن تن تویی من من تویی سن سن تویی ساں تویی
بعد از اں قدرت گرفتہ شاہ و ہم شاہاں تویی

خالق تویی مالک تویی مسجود ہم ساجد تویی

اعظم تویی اعلیٰ تویی لمجاں ہر سلطان تویی

شوخی ناز تباں ہیں دلیر کھوائی ہوئی
نازش حسن تباں کو آگہی مطلق نہیں
بے سبب تم جو الجھتے ہو ذرا سی بات پر
خواب تھا چشم صنم میں یا سراپا ناز تھا
چال مستانہ کئے دھیمی ہر اعظم کو ہلاک
قاصد سواری آئی کہ راہ ہی میں گئی
دان تو نہ آب لب پہیسی تھی ہنسے جو وہ
وہ دیکھنے کو تھا پر نظر کو چھرا گیا
دعویٰ تو لے لیا تھا مگر اسے رکے نصیب

کیوں اہل بھرتی ہو سربراہی اترائی ہوئی
ایک دن آتی فزاں ہو دوڑی گھبرائی ہوئی
یہ تو بیشک ہے کیسی بات سکھلائی ہوئی
یا خیال وصل تھا چتون ہر بل کہانی ہوئی
یہ ہلاکت تھی ازل سے حق کی فرمائی ہوئی
یا گردِ راہ تھی کہ نگاہی میں رہ گئی
بجلی چمک چمکے سیاہی میں رہ گئی
چوٹ افسکی چلتے چلتے نگاہی میں رہ گئی
صرف ایک سات دل کی گواہی میں رہ گئی

اُنکے ہی دیکھنے سے بچے گا مریض عشق
کالی گھٹائے زلف نے اُٹھنے نہ دی نظر
گوشوں میں چار چاند ہیں قبہ و آسمان
دل کعبہ کی طرف ہو تو دل اور کی طرف
اچھا ہوا کہ بھول گئے کاتبِ عمل

اُسی ہوئی شطرنجی نگاہی میں رہ گئی
برقِ نگاہ تڑپ کے سیاہی میں رہ گئی
یہ زینت اُنکے کلاہی میں رہ گئی
زاہد تری نماز گناہی میں رہ گئی
فردِ حساب و دفتر شاہی میں رہ گئی

اعظم مھینسا ہوا ہے خرابات دہر میں
دنیا کی یاد - یادِ الہی میں رہ گئی

جو ہوتا عشق تو کچھ اُسکی جستجو ہوتی
ہمارے دل کی ہی پوری کچھ آرزو ہوتی
ہر اک جاگزا گھر ہے تو تو ہے ہر جای
طویل احمد مختار پاک صاف چلا
اُسے کہاں ہو بقا جو کہ دور ہے تجھ سے
خیالِ زلف میں ہم رات دن رہی اُلجھے
کیسکی جو رکی ہم نے بہت طرح دی ہو
شہیدِ ناز لہو میں نہا کے اُٹھا ہے
صفت و دہائی پس شیت کرتی ہو چوٹی
تپِ فراق میں بہرتے جو ٹھنڈا سالن کبھی

اُنہیں گلے سے لگاتے جو آرزو ہوتی
چہری کے نیچے جو دم بہرگ گلو ہوتی
پتہ قیام کا ہوتا تو جستجو ہوتی
نہیں تو میری گنہگار ہوئی شیت شو ہوتی
فنائی ذات جو ہوتا تو آبرو ہوتی
وگر نہ سنبھل بیجاں سے گفتگو ہوتی
اگر وہ سامنے ہوتے تو دو چہرہ ہوتی
نمازِ عشق نہ بے غسل چہرہ و وضو ہوتی
جو ہوتا حسن کا دعویٰ تو روبرو ہوتی
ہمارے دل کے جلا نیکو وہ بھی کو ہوتی

جہن میں فصل بہار آگئی ہے ای اعظم
تلاشِ بیلِ شیدائی کو کب ہو تی +

دیکھ کر اُنکو محبت آ گئی
سب گنہگاروں کی بخشش ہو گئی
اُنکھ ملتے ہی مروت آ گئی
جوشِ پر جب اُسکی رحمت آ گئی

مہجڑوں کے شہرتوں کا سب بنی
خانہ دل گہر خدا کا ہے ضرور
میرے گھر آیا جو وہ رشک مسیح
سجدہ ابرو کے تصور میں کیا
مری قسمت وہ آئے خود بخود
ہجر کا دہر کا شب خلوت رہا
دیکھتے ہی اُسکو سکتہ ہو گیا
فوج عصیاں کی چڑھائی تھی مگر
تاج کر ابرو وہ آتا ہے صنم

ذکر کرتے تھے کہ رحمت آگئی
جس نے توڑا دل تو شامت آگئی
بال ماند ہی لونڈی صحت آگئی
یاد محراب عبادت آگئی *
آگئی گھر بیٹھے دولت آگئی
صبح ہو کر شام فرقت آگئی
اُسکے آنے پر یہ حیرت آگئی
حرف لاکی ایک حفاظت آگئی
جہک کہ محراب عبادت آگئی

اعظم عاصی کی حالت دیکھ کر
شافع محشر کو رحمت آگئی

نالہ غم سے یہ آفت آگئی
یاد عقول کی شامت آگئی
فتنہ محشر غرام ناز سے
بوجہ پڑتا ہے حنا کے رنگ کا
ضعف سے نالہ نہ نکلا تو کہا
جائے جاتے رہ گئے ششدر کھڑے
فاتحہ لاچار پڑہنی ہی پڑی
مجھ کو اسپر جان دیتے دیکھ کر
چال میں بازیب کا یہ شور ہے
عشق کا بجر نہ کیوں اعظم بنے

آسماں گرنے کی فوجت آگئی
پھر ہمارے دل کی شامت آگئی
چال چلنے ہی قیامت آگئی
بارک لہر کیا نزاکت آگئی
دم چرانے کی تو طاقت آگئی
راہ میں جب میری تربت آگئی
سامنے جب میری تربت آگئی
دل کو بھی مرنے کی حشر آگئی
لوقیامت پر قیامت آگئی
شاعری جسکی بدولت آگئی

اور ایک رفت پر رفت آگئی پہر دل ناواں کی شامت آگئی رحمت حق سے وہ یہ دولت آگئی اوج پر گردوں کی رفعت آگئی	جاچکا دل جاں کی نوبت آگئی خواب میں بے لیس بلا میں زلف کی آگئی وہ آگئی وہ آگئی جب گئے معراج کو ختم رسل
---	--

وہ عبادت کو جو آئے میرے گھر
آتے ہی اعظم کے صحت آگئی

فیاض فیض احمدی مخدوم صابر کلیری انعام فضل ایزدی مخدوم صابر کلیری عشق عطا کن امجدی مخدوم صابر کلیری دریا فیض سردی مخدوم صابر کلیری یکشا تو دست احمدی مخدوم صابر کلیری	انوار ذات سردی مخدوم صابر کلیری اے شان تو شان احد و ذات تو ضمید اے واقف سرخفی و عارف رمز جلی اے شاہ عالی مرتبت اوجاہ والا منتبت مخلوق بحر التجا آمد بدرگاہ شہا
--	--

اعظم سب دربار تو افتادہ در سرکار تو
اے شاہ ملک ایزدی مخدوم صابر کلیری

پانچ پہلے تھا تو اب وہ سات ہے ایک خود ہے یا خدا کی ذات ہے خود شنا خواں جب خدا کی ذات ہے حضرت دل کے لئے سوغات ہے ہونٹ کا ہلنا بڑی کیا بات ہے جان کے لینے کی یہ بھی کہات ہے رات دن بے فصل کی برسات ہے خوشنما کیا خوب انکی گات ہے	اُسکی ہر ایک بات میں ایک گھات ہے لفظ احد و سبب مگر بنا نعت احمد کیا کرے کوئی بیاں عشق لائے ہیں ازل سے سات ہم سب ہلا و زندہ ہو جاؤں ابھی وہ اشاروں میں کیا کرتے ہیں بات میری آنکھیں برگریاں ہو گئیں دل کو چھینا لوڑو پٹہ ڈال کے
---	---

وعدہ فرمایا تھا خوب ایفا کیا
کیوں سوال بوسہ پر ناخوش ہوئے
آکے چپکے سے ذرا سن لیجئے
عشق کی جاگیر میں صحرایہ
وصل کی شب ہے نہ کر شرم و حیا

واد صاحب آپ کی کیا بات ہے
یہ بھی چشم عشق کی ایک بات ہے
کان میں کہنے کے قابل بات ہے
صرف میں ہوں یا خدا کی ذات ہے
ہیں بہت ارمان تھوڑی رات ہے

یا الہی تا قیامت ہونہ صبح

وصل اعظم کی یہ پہلی رات ہے

کیوں نہ پروانہ کا ارمان لہریاں ملیں
لالہ کو دیکھ کے غیرت سے یہ کہتا ہوں
شمع سے ضبط محبت کا سبق لے کوئی
چاہیے صاف ہو آئینہ دل کینہ سے
تیرے دیدار کے ارمان میں یہ شمس و قمر
تھہر لب پر ہو ہواں تک بھی جگر سے اٹھو
ہے اُس زلف گرہ گیر کی کافی نہ خیر
کر کے صید ایک نگہ ناز سے صیاد گیا
گہاٹ سے قلم ہستی کے اتار اسکو
ہے یہ ارمان کہ تو خوب تماشا دیکھے
نک طرز تبسم سے ہو خنداں گل زخم
یا راغیار سبھی رہتے ہیں محفل میں

جلکے وہ خاک ہو اور شمع ہی محفل میں رہے
داع سینہ میں رہے یا مہ کامل میں رہے
آف نہ لب پر ذرا سوز نہاں نہیں ہے
کینہ لازم ہو ہمیشہ دل جاہل میں رہے
سوج دریا کی طرح قطع منازل میں رہے
حوصلہ دے لگے لگانیکا یہ ہی دلیں رہے
فائدہ کیا ترا مجنون جو سلاسل میں رہے
صید جتنے تھے بڑے ہوئے مقتل میں رہے
یا خدا آب سدا خنجر قاتل میں رہے
کاش قص اور کوئی دم تری بھل میں رہے
اس ملاححت کا سدا شور عناد میں رہے
لطف تو جب ہے کہ عاشق تیری محفل میں رہے

جیسے مستحق ہیں فانی وہ شبکے اعظم

رزلی وہ ہو جو داغ دل شاغل میں رہے

لب ہوں خاموش مگر شور انا دلیں ہے
 داغ دہبہ ہو تو قلب نہ کمال میں ہے
 تادم مرگ بھی تصویر صنم دل میں رہے
 شکر قاتل میں سدا خون کے پہوار ہوں شاں
 عشق کا ربط ہر آساں پر مشکل ہر غنیمت
 واہ رے میں سیری تقدیر بھی ماشاء اللہ
 کچھ شمع کی صورت مجھے پروا نہیں
 خون عاشق کا یہ دہبہ ہے مٹائے نہ سٹے
 اسلئے آپکے خنجر نے لہو چاٹا ہے

عمل حب کی طرح سینہ عامل میں رہے
 داغ اُلفت جو ترا تو میرے دلیں ہے
 یہ عہد چار وہ یار سیلا سی منزل میں رہے
 ورد احسان کا ہر دم دم سائل میں ہے
 آف نہ ہو لب پر ذرا سوز نہاں دلیں ہے
 جلوہ نور صنم اور میری گل میں ہے
 تن بے سہی کبھی پر ترخی محفل میں رہے
 رگ جو ہر کی طرح خنجر قاتل میں رہے
 خون ہو کر بھی نہ ارمان کوئی دلیں ہے

قلزم فیض ہے تو فیض سہاں بن عظم
 کہ طلب کی نہ تمنا دل سائل میں رہے

جلوہ گر ہر عرب ماہ عجم ہوتا ہے
 دم جو بہتر ہوں ترے پاس وفا کا ہر دم
 صبح تک تو کہیں جاتی ہر نہ میں جاتا ہوں
 نعت حضرت میں جو مضمون رقم ہوتا ہے
 شادی مرگ ہوا غیر کو مرنا میرا
 باغ جنت کا بھی ملجاؤ تو دوزخ ہو مجھے
 مجھ سے تنہائی میں جس طرح ملو جی جا ہے
 تم ملو غیروں میں آنکھ سواپنی دیکھوں
 ناز انداز تو ہوتے ہیں۔ نہ لیکن ایسے
 شان وہ شان ہر صابر کی کہ عالم سرفدا

شب نوروز کا فرقت میں کرم ہوتا ہے
 ہجر میں رشک ستیغ دو دم ہوتا ہے
 دیکھوں کیا ترا دم خم شب عجم ہوتا ہے
 وہ قلم زیب وہ باغ ارم ہوتا ہے
 کس مسترا سے میری موت کا غم ہوتا ہے
 عیش بے یار کے ہر دم کا الم ہوتا ہے
 غیر کے ساتھ میں ملنا بچھے سم ہوتا ہے
 اس بڑھ کر کوئی دنیا میں ستم ہوتا ہے
 کہ ہر ایک بات سکھ پہلو میں ستم ہوتا ہے
 فیض فیض ہے جو فیض اتم ہوتا ہے

کچھ نہ پوچھو میری بیانی دل کی حالت
عید میری لئے غیر کو ماہِ خالی

آج مجھ سے وہ جدا میرا صنم ہوتا ہے
ہماں آج میرے گھر میں صنم ہوتا ہے

دل کو عاشق کے جو ماتھوں میں لٹاؤ عظم
ایسا معشوق ہی معشوقوں میں کم ہوتا ہے

دہر کو چوڑے جو عزمِ حرم ہوتا ہے
جس میں برتر نقشِ قدم ہوتا ہے
ہے جو آنا تو کہیں بحرِ خدا آ جاؤں
تری رحمت کی طرف دیکھ کے خوش ہوں
دل بری کی تھی دل آزاری کے خاطر ایجا
عشق احمد میں جو مر جاؤں تجی جاؤں نہیں

کیا وہاں جلوہ نما شوخ صنم ہوتا ہے
بخدا سجدہ گاہ اہل حرم ہوتا ہے
ورنہ پھر کوچ سو کے شہرِ عدم ہوتا ہے
دیکھتا ہوں جو میں اعمالِ الحکم ہوتا ہے
نخلِ لفت کا مٹر کیا یہ صنم ہوتا ہے
مرا اس رنگِ عشاق میں کم ہوتا ہے

رنگِ برتری و وحدت ہو تو پہ کیوں عظم
گہ خیالِ قدیم و گاہِ عدم ہوتا ہے

غیر سے آنکھ کا لٹنا ہی ستم ہوتا ہے
ہونے دو خیر اگر مجھ پہ ستم ہوتا ہے
لغت احمد میں جو مضمون رقم ہوتا ہے
مازِ بجا کا جو رک رک کے ستم ہوتا ہے

پر وہ میں لطف ہے بے پردہ الحکم ہوتا ہے
میرے صدقہ میں قیوں لے کر م ہوتا ہے
تیز تر دل کی روانی میں قلم ہوتا ہے
شبِ عشرت میں عجب لطف و کرم ہوتا ہے

دردِ فرقت سے بڑا صنفِ یہاں تک عظم
سانس لیتے ہو بھی دردِ شکم ہوتا ہے

یار بکھڑا ہوں سید ابرار کے لئے
مکمل چین جو طعنہ زن ہو دل افکار کے لئے
مکملشن میں کہہ رہی ہو جیا چہکے جانے

دیدار ہو نصیبِ دل افکار کے لئے
سوسن زباں دراز ہے گفتار کے لئے
زگرس آنکھ کھولی ہو دیدار کے لئے

سنتا ہوں بجز دج و د آتے ہیں اس طرف
گلدستہ ساتھ ہو دل پر داغ کا مرے
پیکر شراب شوق مرے وصل کے اٹھا
کون و مکان میں اپنے جلوہ دکھا دیا
خاموش ہوئے دلِ ناداں نکر صیحا
زخمِ جگر پہ آپ چہرے کتے رہے نمک
اقرار دیکھا ہے کسی بات کا کوئی
انوارِ ذاتِ پاک جو احمد میں ہے تمام
دن پہر گئے نصیب پہر جان آگئی
دل اور متاعِ صبر کو قربان کر چکا
کہتے ہیں دیکھ کر یہ زرخندان یا رکو

تکلیف کر کے مرع گرفتار کے لئے
لازم ہے یہ بناؤ طر حدار کے لئے
تو بہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے
صدقہ ہے دل میرا اسی اظہار کے لئے
لازم ہے صبر مرع گرفتار کے لئے
بہیجا کسکو مرہم زنگار کے لئے
لجائیگی دوادِ دل بیمار کے لئے
شایاں ہے مطلعِ رخ انوار کے لئے
بوئے جوینے سنگِ دریا کے لئے
حاضر یہ سر ہے اب تری تلوار کے لئے
بہ خوب سیبِ دل بیمار کے لئے

اعظم کلام تیرا تو اچھا نہیں مگر
بیچین ہے کوئی ترے اشعار کے لئے

جہاں خدنگ نظر چشمِ دہر با کے چلے
سیرِ مزارِ وہ کیا ٹھوکرے لگا کر چلے
خوامِ ناز سے جسدِ ن چلے ہیں گلشن میں
عدو کے سامنے دی ہیں نہایتیں محکوم
غمِ فراق کا بوجہ آدمی اٹھاتا ہے
کبھی جو دیکھ لیا مینے راہ میں اُنکو

تو ساتھ ساتھ دلِ جان مبتلا کے چلے
کہ ایک فتنہ محشر نیا اٹھا کے چلے
چلی ہوا تو ہماری ہوا بچا کے چلے
انہو کی چال مجھے اپنے گھر بلا کے چلے
کہاں مجالِ فرشتے کی جو اٹھا کے چلے
میری طرف سے وہ کچھ آنکھ سی جڑا کے

فنا سے پیشتر اعظم فنائے ذات ہو
رہے تم ایسے کہ دنیا سے دل اٹھائے چلے

دل کہا تا ہے غم دلکو دہلتے نہیں دیتے
 یہی بات سیری بات کو چلتے نہیں دیتے
 پا مال رہو خوب ہی تیری سزا ہے
 رونا تو کہاں محکو گرنے نہیں دیتے
 کافر ہے جو کہتا ہے مسلمان بنو تم
 پا مال کئے دیتا ہے جتوں کا بدلنا

اور کہا ہی اگر جوش اُبلنے نہیں دیتے
 ایک بات ہی سو نہ سے وہ نکلنے نہیں دیتے
 پلکیں نہ چھیں ٹلووں کو ملنے نہیں دیتے
 جوں شمع صحر محکو دہلتے نہیں دیتے
 اس راہ سے اس راہ پہ چلتے نہیں دیتے
 وہ عشوہ ہے اُنکا کہ سنبھلنے نہیں دیتے

اعظم کے رچنے کی وہ پروا نہیں کرتے
 پھر شمع صفت اُسے وہ جلتے نہیں دیتے

ہوا دشتِ کلیر سے کیسی چلی ہے
 یہ جلوہ تھا محفل میں کس شمع رو کا
 گلے پر ہے کس ناز سے تیج چلتی
 ولی ہے خدا کا ولایت کا والی
 زمیں پر رکھیں پاؤں کس طرح اعظم

کہ خداں ہر ایک برگِ دل کی گلی ہے
 کہ پروانہ سے شمع بڑھ کر چلی ہے
 یہ کس ناز میں کی بخل میں چلی ہے
 تیرا نام محذوم صابر علی ہے
 کہ چرخ چہارم تمہاری گلی ہے

کرے عرض کیا حال دل اپنا
 عیاں تجھ پہ رازِ خفی اور چلی ہے

نعمت ملی ہو عشق کی اب اور کیا ملے
 ثابت قدم رہو نکر و فکر تم ذرا
 غننے کی راہیں سینکڑوں ہیں اُنکی نظر
 جسے تو زور سے اُنکی مدارات گھجئے

دولت ملی ہو ایسی کہ جس سے خدا ملے
 پہرہ چہ لو کہ غیب کے پردہ سے کیا ملے
 ظاہر اُدھر ملے تو اُدھر کو جدا ملے
 کر کے شارِ جان کو ہو کر گدا ملے

اعظم تمہارے عشق نے تم کو ملا دیا
 ایسے نصیبہ وز ہو جو ہو کر خدا ملے

رقیبو کا محفل میں اُنکے گزر ہے
تری چٹکی پہرتی پہ قرباں ہوں یار
صفیں کی صفیں ایک دم میں بیٹھیں
میرا حال جیسا ہوا حال اُن کا

ادھر باری برجی جو دیکھا اُدھر ہے
دکھاتا کہ ہر ہے لگاتا کہ ہر ہے
فقط ایک اشارہ ہی مارا جد ہر ہے
ادھر کا اُدھر دیکھو آیا اثر ہے

نظر جب پڑی نیک اعظم پہ تیری
عدو چلنے ہی اُنکا اثر ہے

ندا کا شکر ہے صابر کہ اس دربار میں ہے
زا چہرہ میرا قبلہ تیری زلفیں میرا ایماں
تری وحدت تری کثرت ترا جلوہ ہر عالم
علی چہرہ محمد جسم ذات کل بہری جسمیں
تجلی ذات کی اپنی دکھا دی اب میں صابر
زے عاشق ہوئی صابر زینجا کی طرح جسم
رے آقامری مولا مری صابر مرے داتا

کہ جس سرکار کے ہم ہیں اسی سرکار میں ہے
طواف کعبہ کر نیکو تیرے دربار میں آئے
ہر ایک جلوہ نشان تیرا کہ جو دیدار میں ہے
علی احمد لقب صابر کا رکھ اظہار میں آئے
کہ پہر پہر کر بھٹاک کر اس شہی دربار میں آئے
تو یوسف کی طرح بک نے ترے بازار میں آئے
ترا ہم عشق لینے کو تری سرکار میں آئے

وہ گلستان ازل کو دیکھ کر گھبراے جب اعظم
ابد کی سیر کو نیکو تری گلزار میں آئے

دایا مجھے تو نے پیدا کیا ہے
بجھتا تھا خود آئی یکتائی اپنی
مرحبت میں بندہ بنا آپ آکر
پتھر پہ ٹکرا لگا جا کے زاہد
را اسکا وہ حبلی جس سے محبت
بندہ جدم تو بت ہوا وہ بالکل

میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا ہے
گر لاکھوں درجہ تو مجھ سے سوا ہے
حقیقت میں مولا ہی صورت نما ہے
ہمیں اُنکے قدموں پہ سوار ہے
بجھتے ہی سے محبت میرا تو خدا
دیا بھونک دم تو نے تو ہی خدا ہے

اشارہ ہوا یہ کہ خاموش خاموش
کہاں کا حساب اور کہاں کا جواب

یہ رمز خدا ہے یہ سِر خدا ہے
تو ہی مدعی اور تو ہی مدعا ہے

تیرا نام بندہ تیرا نام اعظم
تو ہی گم ہوا خود تو ہی خود نما ہے

فرشتے لگے کہنے کہ کیا ماجرا ہے
وہاں جسم و جاں سے مبرا ہوا تو
دکھاتا تھا ناصح مجھے صورتیں دو
خدا خود محمد کی صورت میں ہو کر
نہ کیوں اہل باطل کا دعویٰ ہو باطل
تیرا جلوہ ہر شے میں آتا نظر ہے

پیہر تو ہی اور تو ہی خود الہ ہے
یہاں چشم کثرت میں باز دست و پا ہے
جو دیکھا نہیں کوئی تیرے سوا ہے
خدا کی کے پردے میں کیسا چہا ہے
تو ہی مدعی اور تو ہی مدعا ہے
نظر کو ہماری وہ بنیا کیا ہے

پتہ کی بھی بات اعظم نے ناصح
نہ سمجھے اگر تو۔ تو لعنت خدا ہے

اے کہ باشان قدم الی انا اللہ گفتہ
بلبل دل میں زند گل بانگ استغفار را
کاہ آسہ چوں نگردد و کوہ غم از رفعت
چوں نکو یاں راستو دم بر در ہر حجاز
عاصیاں در بزم غم دست بستہ سر نہ
تاج وہ دست را نہادی بر سر اہل کرم
ما فتنہ جام شراب صادی
بر سرست بر دیار نفس شیطان

راز اللہ الصمد و رقل ہو اللہ گفتہ
اے بیابغ و ہر چوں استغفر اللہ گفتہ
خاشعاً متصدعاً من خشية اللہ گفتہ
در حرم باقر متحم الحمد اللہ گفتہ
زانکہ تو لا تقنوا من حمۃ اللہ گفتہ
استخیاں چوں سخن از ذکر حق اللہ گفتہ
اے کہ جام چشتیاں را صیغۃ اللہ گفتہ
اعظم قیاب را نصرت من اللہ گفتہ

بکام لادہا نہ حکم بنیا ہر حکم

